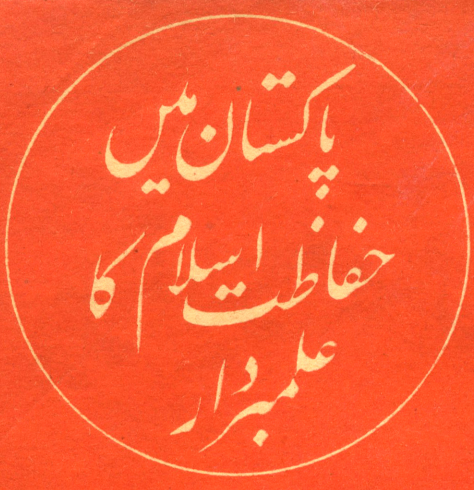
ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور



وزیراعلیٰ سرحد حضرت مولانا مفتی محمود حجِ بیت اللہ سے واپسی پر پنجاب کا دورہ فرمائیں گے، تفصیلی پروگرام کا اعلان عنقریب کردیا جائیگا،

لاہور۔ کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری اور وزیر اعلیٰ سرحد حج بیت اللہ سے واپسی پر پنجاب کے باقی ماندہ کچھ مقامات کا دورہ فرمائیں گے یہ دورہ بہاول پور سے شروع ہوگا جہاں سے آپ بذریعہ کار علی پور مظفر گڑھ آئیں گے اور وہاں سے بذریعہ ٹرین کیمبلپور تک کیلئے سفر کریں گے۔ اس طویل راستے میں آپ کوٹ ادو، لیہ، بھکر، دریا خاں کلور کوٹ، پپلان، کندیاں، میانوالی، اور کیمبلپور کے دوستوں سے ریلوے اسٹیشنوں پر ملاقات اور خطاب فرمائیں گے۔ اس پروگرام کا اعلان جمعیت صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیا القاسمی اور مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری نے حضرت مفتی صاحب سے ایک ملاقات کے بعد کیا ہے حضرت مفتی صاحب، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب رح وفد کے ہمراہ بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے ہیں جہاں وہ لاکھوں حاجیوں کے سامنے پاکستان کا موقف پیش کریں گے۔

(محمد حنیف ندیم)

ولولۂ حرم

بھینی بھینی پھر شمیم جانفزا آنے لگی / ٹھنڈی ٹھنڈی پھر مدینے کی ہوا آنے لگی
اضطرابِ دل کا ساماں پھر بہم ہونے لگا / مژدۂ لطف و کرم لے کر صبا آنے لگی
پھر سکونِ دل نے کروٹ لی کہ تڑپانے لگا / دل سے پھر بیساختہ لب تک دعا آنے لگی
میں نے چھیڑا نغمۂ نعت اور ادھر ہر سمت سے / جیسے کانوں میں صدائے مرحبا آنے لگی
رفتہ رفتہ سب مناظر ہوگئے پیشِ نظر / دل میں رہ رہ کر حرم کی یاد کیا آنے لگی
قابلِ نظارہ ہے کعبے کے پردے کی بہار / ہر طرف سے جھومتی کالی گھٹا آنے لگی
پھر گیا نظروں میں میدانِ اُحد کا لالہ زار / بن کے نکہت یادِ گلزارِ قبا آنے لگی
حبذا اہلِ مدینہ ہیں سراپا گوش ہوں / "مرحباً اہلاً و سہلاً" کی صدا آنے لگی

کیوں نہ ہو اپنا مشامِ جاں معطر اے حمید
باغِ طیبہ سے نسیمِ دل کشا آنے لگی

ذائرِ حرم حضرت حمید صدیقی لکھنوی

قومی اسمبلی کے بائیکاٹ کا مقصد حکمران پارٹی کو جمہوری اصولوں کا پابند بنانا ہے۔



پشاور (ا ے پی پی)، وزیراعلیٰ سرحد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا ہے کہ حزبِ اختلاف نے قومی اسمبلی کے موجودہ اجلاس کا بائیکاٹ کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کا مقصد جمہوری قدروں اور اصولوں کی سربلندی ہے انہوں نے آج یہاں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ اس بائیکاٹ کا مقصد اختلافات کو ہوا دینا نہیں بلکہ حکمران پارٹی کو جمہوری اصولوں کا پابند بنانا ہے جمہوریت میں حزبِ اختلاف کو بھی وہی اہمیت حاصل ہوتی ہے جو اہمیت حکمران پارٹی کو ہے جمہوریت غیر منصفانہ طور پر حزبِ اختلاف کو نظر انداز کر دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ وزیراعلیٰ نے جو قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کی پارلیمانی پارٹی کے قائد بھی ہیں اس بات سے اتفاق کیا کہ اس قسم کے اختلافات ملک کے لئے سودمند نہیں مفتی صاحب نے کہا کہ سرکاری پارٹی کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ملک کے چار صوبوں میں سے دو میں مختلف پارٹیاں برسرِ اقتدار ہیں اور ان پارٹیوں کے نمائندے قومی اسمبلی میں بھی ہیں۔ لہٰذا یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ ان نمائندوں کو اپنے اپنے نقطۂ نظر کے اظہار اور دلائل پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے انہوں نے قومی اسمبلی میں ہنگامہ کے واقعہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ مسودۂ آئین پر جامع تبادلۂ خیال کے لئے قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے ارکان کی موجودگی بھی ضروری تھی۔ لیکن حکومت کی شہ پر ٹرسٹ کے اخبار نے مسودۂ آئین کے ساتھ ایک ایسا مضمون بھی شائع کر دیا جس سے فضا خراب ہوگئی۔

یکے از مطبوعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مرکزی دفتر چوک رنگ محل لاہور فون ۶۷۷۱۵

الکعبۃ

تاریخی عظمت و پاکیزگی کا پُرشکوہ نظارہ

ناظر کے قلم سے

آج سے کروڑوں بلکہ اربوں برس پہلے جب یہ لق و دق زمین کا وسیع پھیلاؤ تھا، اور یہ زمین کے اوپر اس نیلگوں آسمان کا چتر تھا، صرف خدا تھا، اور اس کی قدرتِ کاملہ کے بہترین نمونے فرشتوں کی لاتعداد جماعت تھی، نورِ حقیقی کی کرنیں بلندی سے پستی کی طرف گرا کرتی تھیں اور فرشتہ ان کرنوں کی پستی پر پہنچکر احاطہ کئے بیٹھے رہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک روائت میں ہے کہ زمین کی آفرینش سے ایک ہزار برس پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ پھر زمین کو قدرت نے ایک جنبشِ کن سے ظاہر فرمایا لیکن اس وقت زمین نہایت پاک اور صاف ستھری تھی، نہ اس پر کثافت و غلاظت کے آثار تھے۔ اور نہ ظلم و قتل کے نشانات، وہ نورِ پاک کی تجلیاں جو کسی وقت میں پستی پر پڑا کرتی تھیں، اب اس زمین پر پڑنے لگیں، اور فرشتے زمین پر اتر کے اس مرکزِ نور کے اردگرد پروانہ وار نثار ہونے لگے، پھر خدا نے مٹی کا ایک پتلا بنایا۔ جس کو آدم کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے، قدرت کا یہ کھلونا قدرت کو بہت محبوب تھا، اولاً اس کو اپنے پہلو میں جگہ دی گئی اور اپنی کائنات (فرشتوں) پر حاکمِ غالب مقرر فرمایا۔ جب قدرت کی صناعی کا یہ عجیب ترین مظہر عقل و ہوش کو پہنچا تو خدا نے اس کا امتحان لیا۔ حکم ہوا کہ دیکھو ہم نے ایک درخت لگایا ہے، تم اس کو نہ کھانا۔ مگر چونکہ اس قدرتی صناعی میں بھی قدرت کی حکمتیں پوشیدہ تھیں، انہوں نے دانا گندم کھا لیا اور پھر جنت کے پر فضا باغوں سے اس پستی کی طرف نزول کیا یہ پستی جواب زمین کہی جاتی ہے۔ ہبوطِ آدم کے وقت جنوں کی آبادگاہ تھی جن یہاں مقیم تھے۔ اور بڑے زور شور سے ان کی حکومت کا سکہ دنیا پر بیٹھا ہوا تھا۔

دنیا میں آکر بہت الم اور تکلیف کے ساتھ ان کی زندگی گزری، جنّت در جنّت کی نعمتوں اور آسائشوں کے علاوہ جو چیز ان کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوئی وہ نورِ حقیقی کی جلوہ پاشی سے محرومی تھی

رحیم و کریم نے آدمؑ کی خطا معاف کیا اور حکم ہوا کہ میں زمین پر تم کو اپنا وزیر بناتا ہوں، تم یہاں رہ کر اپنی اولاد سے اس غیر آباد معمورہ کو آباد کرو، چنانچہ آدمؑ کی اولادیں ہونا شروع ہوئیں، روزانہ صبح سے شام تک ایک نہ ایک فرزند پیدا ہو جاتا، جدھر آپ نکل جاتے انسانوں کی بستیوں کی بستیاں زمین سے پھوٹ پڑتیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت قلیل عرصہ کے اندر زمین میں خدا کی بہت بڑی مخلوق پیدا ہو گئی۔ ان سب بھائی بہنوں میں رسمِ نکاح جاری ہوئی اور بہت جلد خدا نے ان سے بھی اولادیں پیدا کرنا شروع کر دیں۔

آدمؑ کو سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ دنیا میں آنے کے بعد مرکزِ نور سے استفادہ کا بالکل موقع نہیں ملا۔ وہ تڑپ رہے تھے بارگاہِ ایزدی میں درخواست کی بارِ الہا جنت میں جو روحانی غذا مجھے آپ کے نور میں حاصل تھی اس کی جھلک یہاں بھی آمار دے آدم علیہ السلام کی یہ دعا مقبول ہوئی، اور خدا نے ان کو بذریعہ وحی کے تبلایا کہ زمین کے فلانے مقام پر ہمارے مرکزِ نور کی کرنیں پڑا کرتی ہیں اور فرشتے اس کے چاروں طرف حد بندی کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جاؤ یہ چیز تم کو وہاں سے ملے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام اس روحانی مسرّت کو حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ خدا نے اس مخلصانہ سفر میں یہ زبردست قوتِ سیر عطا کی کہ ایک ایک قدم میں ہزاروں لاکھوں مربع گز زمین لپٹی چلی جاتی۔ اس سفر میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کا وہ معجزہ برابر ظاہر ہوتا رہا، ایک قدم کے اٹھنے پر دوسرے قدم تک جو فاصلہ ہوتا، وہاں انسانوں کی کثیر تعداد پیدا ہو جاتی اور آدم علیہ السلام اس آبادی کو وہاں چھوڑ کر آگے بڑھتے تو آگے بھی یہی اعجاز ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔

الغرض ایک دن مرکزِ نور کے قریب پہنچ گئے۔ بحکم خدا فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو دیکھ کر پہچانا اور اندر لے جاکر اس تجلی گاہ کی زیارت کرائی، اور آدم علیہ السلام اور فرشتہ جب آسمان پر تھے، اور اس مرکزِ نور پر جاتے تھے تو وہاں داب داب سے پروانہ وار گھومنے لگتے تھے۔ آدم علیہ السلام پر یہ وجد یہاں پہنچکر پھر طاری ہوا، اور سب فرشتوں کے ساتھ شامل ہو کر مہبطِ نور کے اردگرد چکر کاٹنے لگے۔ ارزقی اور ابن منذر نے وہب بن منبہ سے اس روائت کو نقل کرکے بیان کیا ہے کہ وہ مرکزِ نور جس مقام پر تھا، وہ یہی مقام تھا۔ جہاں آج بیت اللہ ہے۔ حرم وہ فرشتوں کا مقامِ حفاظتی ہے اور یہ طواف اسی عادت آدم علیہ السلام اور ملائکہ کی سنت و وجد کی ایک زریں سنت کی تمثیل ہے۔

عبدالرزاق رح اور ابن جریر رح جندی رح حضرت عطاء بن سائب سے نقل کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں جب عرض کیا ہے کہ میں جب سے زمین پر اترا ہوں، مجھے نہ فرشتوں کی آوازیں سننے کو ملتی ہیں، اور نہ تیرے پرتوِ انوار کی زیارت ہوتی ہے۔ تو قدرت نے ان کو تبلایا کہ اب تم زمین کے فلاں مقام پر جہاں ہماری آسمانی تجلی گاہ کا عکس گرا کرتا ہے۔ اور اس کو فرشتے گھیرے بیٹھے رہتے ہیں۔ وہاں جاؤ، اور اس کو حرا، جودی، لبنان، طور، زیتا، طورِ سینا کے پتھروں کو مستحکم کرکے مکانی حیثیت دو، وہاں ہماری تجلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے حظ حاصل کرو، آدم علیہ السلام نے تلاش کرکے اس مہبطِ مقدس کا پتہ چلایا اور اس کوہِ حرا، تبیر طور، جبلِ احمر، جودی کے پتھروں سے پختہ کرکے محیط کر لیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے یہیں سکونت اختیار کرلی اس وقت تک مکانات کا وجود نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے جنت سے کپڑے کا بنا ہوا ایک خیمہ عنایت کر دیا جس میں وہ رہا کرتے تھے، اسی میں حضرت آدمؑ نے وفات پائی، آپ کے بعد آپ کی اولاد نے اس خیمہ کو بھی پتھروں سے محفوظ کر لیا تھا، مگر جب فتنہ و فساد کا بازار گرم ہوا ہابیل قابیل نے جنگ کرکے قتل و غارت گری کا مظاہرہ کیا تو حضرت شیث کو خدا نے ان لوگوں کی ہدائت و رہبری کے لئے دنیا میں مبعوث کیا۔ لیکن اب دنیا اپنے عہدِ ازل کو ایک حد تک بھول سی چکی تھی کسی نے ان کی پیروی کی اور کسی نے نہیں کی اس طرح کا چلن چلتے ایک مدت گذر گئی یہاں تک کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں سرکشوں کی منظم جماعتیں بن گیئں اور انتہائی ظلم و ستم کے پہاڑ زمین پر ٹوٹنے لگے، خدا نے اپنے نبی کی زبان سے پہلے ان کو بہت ڈرایا دھمکایا مگر جب وہ کسی طرح نہ مانے تو عذابِ الٰہی مسلط کیا گیا۔ اور طوفان بھیج کر ساری آبادی کو تہس نہس کر دیا گیا۔ صرف حضرت نوحؑ اور ان کے معدودے چند تبعین غرقِ آب ہونے سے بچ گئے باقی سب ہلاک ہو گئے طوفان بھیجنے سے پہلے خدا نے اپنی اس تجلی گاہ کو بھی آسمان پر اٹھا لیا، جب طوفان ختم ہو گیا اور لوگوں نے تلاش شروع کی تو سوائے چند ابھرے ہوئے سرخ ٹیلوں کے یہاں کچھ نظر نہ آیا غرض کہ یہ تجلی گاہ غیر معدوم سی ہو گئی۔

ابن اسحاق رح، ارزقی رح، اور بیہقی نے ایک روایت بیان کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں۔

مامن نبی الا وقد حج البیت الا ماکان من هود صالح ولقد حجه نوح فلما کان فی الارض ماکان من الغرق اصاب البیت ما اصاب الارض وکان البیت ربوة حمرا فبعث الله عزوجل هودا فتشاغل با مر قومه حتی قبضه الله الیه فلم یحجه حتی مات فلما بوأه الله لابراهیم حجه ثم لم یبق نبی بعده الا حجه۔

یعنی کوئی نبی ایسا نہیں آیا۔ جس نے بیت اللہ کا حج نہ کیا ہو۔ بس صرف دو نبی ایسے ہوئے جو حج نہیں کر سکے، ایک ہود علیہ السلام، اور دوسرے صالح علیہ السلام، نوح علیہ السلام نے بھی حج فرمایا ہے۔

لیکن جب طوفان آیا تو ساری دنیا کی طرح بیت اللہ بھی غرق ہو گیا۔۔۔۔ طوفان جب ہٹا ہے تو بیت اللہ کی جگہ پر ایک سرخ ٹیلہ نکل کر ابھر آیا تھا۔

حضرت ہود علیہ السلام کو اس وجہ سے حج کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ آپ کی تبلیغی سرگرمیاں بہت رہیں، اور اتنا موقع آپ کو نہ مل سکا جو آپ وہاں جاکر حاضری دیتے۔

علیٰ ہذا حضرت صالح بھی وہاں تک تبلیغ کی مہم سے اس درجہ غیر فارغ رہے کہ وہ بھی حج نہ کر سکے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان دونوں نے مکہ کی تعمیر کر دی، تو پھر کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حج کا فریضہ نہ انجام دیا ہو

بیت اللہ کا حج صرف انسانوں ہی پر فرض نہیں بلکہ فرشتوں، زمینوں اور بادلوں، جنوں، حیوانوں سب پر یکساں طور پر فرض ہے۔ صرف صورتِ حج میں فرق ہے

جمعیتہ علماء اسلام اُس اسلام کی طرف بلاتی ہے

جسے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرامؓ سے لیکر سلف صالحین نے ہم تک پہنچایا

★ ادائیگی فرض ★ پروگرام

ادائیگی فرض کے لئے ضروری ہے کہ مسلم معاشرہ، اسلامی اصول اور اسلامی اخلاق پر قائم ہو اور مسلمان ممالک اپنے یہاں وہ نظام حکومت قائم کریں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مقاصد کو پورا کرنے والا ہو تاکہ جہاں ایک طرف یہ عملی نمونہ خود مسلمانوں کی دنیوی بہبود اور اُخروی نجات کا باعث بنے وہاں دوسری تمام دنیا کے گمراہ و مذبذب انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہو۔ جمعیتہ دین کی اس حقیقت کو عملاً قائم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کے لئے وہ لمبے چوڑے دعووں اور خود ساختہ شخصیتوں کے مزعومات کو سہارا نہیں بنانا چاہتی۔ وہ صرف توفیق الٰہی کی خواستگار ہے اور اپنی حقیر و ناتواں کوششوں کو اس راہ پر صرف کر دینا ہی اپنی خوش بختی سمجھتی ہے۔

اسلام اللہ کا آخری دین ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور آج سے قریباً چودہ سو سال قبل یہ دین محمد رسول اللہؐ پر نازل ہوا۔ اس دین کی کامل تبیین توضیح جناب ختم مرتبت رسالت مآبؐ نے فرمائی، صحابہ کرامؓ نے حضرت نبی علیہ السلام سے تبیین و توضیح کو حاصل کیا۔ اور ان سے ان کے بعد آنے والوں نے۔ الغرض یہ سلسلہ ہمارے اس زمانہ تک جاری رہا، اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان چودہ سو سالوں میں بیشمار سیاسی تغیرات آئے۔ ان تغیرات سے مسلمان حکومتیں، مسلمان معاشرہ، مسلمان قوم شدید طور پر متاثر ہوتے رہے لیکن اسلام کی حقیقت آج سے چودہ سو سال قبل جو کچھ تھی وہی آج بھی ہے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کی کتاب بدل گئی، رسولؐ کی سنت ضائع ہو گئی، صحابہؓ کا عمل مفقود ہو گیا۔ علماء سلف و خلف نے اس امانت کو جوں کا توں اپنے پیشرووں سے لیا، پس رووں کو دیدیا۔ چنانچہ آج بھی اس امانت کو محفوظ رکھنے قائم کرنے اور سمجھنے سمجھانے کا کام علماء دین انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اسلام کے نام سے اگر دیانتاً کوئی کام کیا جائے گا تو اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ جماعت علماء کی طرف رجوع کیا جائے اور ان سے وابستہ ہوا جائے۔

جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے یا جس شخص کے متعلق بھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں تنہا وہی شخص ایسا ہے جس نے دین کو سمجھا اور دین کی تعبیر و توضیح کا حق رکھتا ہے وہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کرنا چاہتا ہے۔ کوئی بھی تحریک جو اس ادعا کے ساتھ اٹھتی ہے کہ اسلام صدیوں سے زوال پذیر ہو چکا ہے اور اس کے احیاء و تجدید کا کام وہ کرنا چاہتی ہے، تو یہ تحریک یا بانی تحریک چاہے کتنا ہی اولو العزم مخلص و دیانتدار ہو، لیکن وہ اسلام سے زیادہ اپنی مدعیانہ شخصیت و حلقہ بندی کا داعی ہے۔ یہ ایسی بدیہی بات ہے جو سمجھ میں آ سکتی ہے مسلمانوں کے سیاسی و اخلاقی زوال اور مذہب سے بے رغبتی کو اس کے زوال و فناء سے تعبیر کرنا قطعی غلط اور گمراہ کن ہے۔ ایسے زوال کا تصور ایک نئے خود ساختہ دین کی تشکیل کا پیش خیمہ ہے۔ شیعیت و خارجیت نے بھی ابتداءً ایسا ہی تصور دیا تھا بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی نے بھی شروع میں اسی تصور کو پھیلایا تھا۔ تحریک خاکساران کا آغاز بھی اس تصور سے ہوا تھا۔ پرویزیت اسی تصور کو لیکر سرگرم عمل ہے، مودودی بھی اسی فکر کا علمبردار ہے۔ اور یہ ذہنیت کم و بیش ہر مدعی احیاء و تجدید جماعت میں پائی جائے گی۔

جمعیتہ اس تصور کو قطعاً غلط سمجھتی ہے، دین الٰہی میں اب نہ کسی اضافہ کی گنجائش ہے نہ کمی کی، جو کچھ دین ہے وہ بعینہٖ رسول اللہ کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے اور جو دین نہیں ہے، اُسے کھینچ تان کر دین بنانا سخت ضلالت ہے۔

پروگرام:- (۱) جمعیتہ کا پروگرام یہ ہے کہ مسلمان سیاسی طور پر مضبوط ہوں (۲) اور ان کو دنیا میں اقتدار اعلیٰ حاصل ہو (۳) اور ان کے اندر پھیلی ہوئی بے دینی و فسق دور ہو (۴) وہ آسودہ حال و فارغ البالی کی زندگی بسر کریں (۵) فکری و عملی حیثیت سے ان کا مقام دنیا میں سب سے اونچا رہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

رضا ہمدانی

صوبہ سرحد ترقی کی شاہراہ پر

صوبہ سرحد کو کسی حد تک زرعی صوبہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ خوراک کے مقابلے میں یہ ابھی خود کفالت کی منزل تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ صنعتی دوڑ میں یہ ابھی گھٹنوں چل رہا ہے۔ پھر بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس دھرتی کا سینہ قدرتی دولت سے مالا مال ہے اور صوبہ سرحد کی موجودہ حکومت کے عزائم اس کی غمازی کرتے ہیں۔ مثلاً بقول وزیر اعلیٰ :-

"صوبہ سرحد کی بحالی کے بعد ہماری آمدنی میں سال بسال جو اضافہ ہو رہا ہے وہ حوصلہ افزا ہے اور اب وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے صوبہ کا میزانیہ ہر سال بڑھتا رہے گا۔ اور ہم ترقیاتی و تعمیری منصوبوں کے لئے زیادہ رقم مخصوص کر سکیں گے۔ چنانچہ صوبے کی منتخب حکومت نے اپنے پہلے میزانیہ میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے بھاری رقوم مخصوص کی گئی ہیں۔ ان کے نتائج برآمد ہونے کے بعد ہمارا صوبہ ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہوگا"

کسی صوبے کی ترقی کے لئے منصوبہ بندی از حد ضروری ہے۔ اس قسم کی منصوبہ بندی سے ترقیاتی اداروں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ جو آگے چل کر صوبے کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔

صوبہ سرحد کے اپنے خود مختار ترقیاتی ادارے نے جو حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ یہ ادارہ معاشرے کی بنیادی ضروریات کے لئے جن وسائل کی ضرورت ہوتی ہے مہیا کر کے صوبے کی ترقی کی رفتار میں اضافہ کرتا ہے۔

چینی کے کارخانے

ہمارا ملک اشیائے خورد و نوش کے سلسلے میں خود کفیل نہیں۔ اس کا اثر صوبے پر بھی پڑتا ہے۔ چینی ہی کو لیجئے — فی الحال شکر کی پیداوار کے ذیل میں پریمیئر شوگر ملز مردان تخت بھائی شوگر ملز، چارسدہ ملز اور بنوں شوگر ملز کے علاوہ ایک اور بڑے کارخانہ کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ خزانہ شوگر ملز کا منصوبہ گزشتہ کئی سال سے کھٹائی میں پڑا ہوا تھا۔ لیکن حکومت سرحد کی مساعی نے اس مردہ منصوبے میں جان ڈال دی ہے۔ چنانچہ اب اس کا قیام یقینی ہو گیا ہے۔ کارخانے کے لئے زمین خرید لی گئی ہے اور چند دن قبل صوبہ سرحد کے وزیر خزانہ نے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ شکر کے اس نئے کارخانے کی تکمیل سے صوبہ سرحد میں شکر کی پیداوار میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ جس سے عوام کو بھی فائدہ پہنچے گا اور صوبے کی آمدنی بھی بڑھے گی۔

غلہ

شکر اگرچہ بنیادی اسٹیپل صرف میں شمار ہوتی ہے مگر گندم، جو، مکئی اور چاول کے مقابلے میں یہ دوسرے درجہ پر آتی ہے۔ یوں تو سارے ملک میں خوردنی اجناس کی پیداوار حوصلہ افزا نہیں ہے تاہم صوبہ سرحد کی زرعی ترقی ابھی اس معیار تک نہیں پہنچی، جس پر فخر کیا جا سکے۔

یاد رہے کہ صوبہ سرحد کی ضروریات کے لئے نو لاکھ ٹن گندم درکار ہے جبکہ ہم صرف ۴ لاکھ ٹن پیدا کر سکتے ہیں اور یہ رفتار حوصلہ افزا نہیں ہے۔ باقی اناج صوبے کے باہر سے منگوایا جاتا ہے جس کے سبب کروڑوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ صوبائی حکومت نے منصوبہ بندی کے تحت اس فصل ربیع میں گندم کی پیداوار چھ لاکھ ٹن تک بڑھانے کا عزم کیا ہے اور اس کے لئے ۳۳ ہزار من ترقی یافتہ بیج پنجاب سے درآمد کیا گیا ہے۔ یہ بیج مختلف اضلاع میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چھ ہزار من بیج صوبے میں بھی تیار کیا گیا ہے۔ اور یہ حسب ضرورت تقسیم کیا جا رہا ہے

رواں مالی سال میں حکومت نے رعایتی نرخوں پر ۴۶۰۲۰۰ ٹن کھاد کاشتکاروں کے لئے مہیا کرنے کا عزم کیا ہے۔ کھاد پر حکومت کا ۵۸ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ آبپاشی کے سلسلے میں حکومت ٹیوب ویل اور نہروں کا جال بچھانے کا پختہ ارادہ کر چکی ہے۔ کیونکہ آبپاشی کا موجودہ طریقہ تسلی بخش نہیں۔ جب تک آبپاشی کے وسائل کی افراط نہ ہو، زراعت ترقی نہیں کر سکتی۔

زرعی ترقیاتی منصوبے کے ذیل میں یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ حکومت کاشتکاروں کو قرضہ دینے والے اداروں سے آسان شرطوں پر قرضہ دلا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت فی الحال ایک کروڑ روپے بطور قرضہ کاشتکاروں اور کسانوں میں تقسیم کر رہی ہے۔ نیز فصلوں کو ہنگامی وباؤں اور کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

روٹی کے بعد کپڑے کا نمبر آتا ہے۔ لباس انسان کی زینت اور زندگی کے لئے لازمی چیز ہے۔ اگرچہ ہمارے صوبے کے دیہات میں کھڈیوں پر ہاتھ سے کھدر، پٹو اور ریشمی کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ مگر اس سارے صوبے کی آبادی اپنا تن نہیں ڈھانپ سکتی۔ تاہم اس کپڑے کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ صوبے کی تھوڑی سی ضرورت کو پورا کرنے میں ممد و معاون ہے۔ دستی کھڈیوں کے علاوہ یہاں چند ٹیکسٹائل ملز بھی موجود ہیں۔ کچھ سوتی کپڑے تیار کرتے ہیں۔ اور ایک اون کا کارخانہ۔ مگر اس کے علاوہ حکومت نے اپنے ایک ترقیاتی منصوبے میں سوات میں سوتی کپڑے کا ایک بڑا کارخانہ تعمیر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس کارخانے کی خصوصیت یہ ہوگی کہ اس میں ۱۲٫۵۰۰ تکلے اور ۲٫۵۰۰ کرگھے نصب کئے جائیں گے۔ اندازہ ہے کہ اس سوتی کپڑے کے کارخانے پر کم و بیش چار کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ اس رقم میں دو کروڑ روپے کا زرمبادلہ بھی آ جاتا ہے۔ منصوبے کے مطابق یہ کارخانہ دو سال میں مکمل ہوگا سوتی کپڑا بنانے کے لئے ڈیرہ میں بھی چار کروڑ روپے کے خرچ سے ایک کارخانہ اسی مدت میں تیار ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ تربیلہ کے بے گھر افراد کیلئے ایک کاٹن مل بھی تعمیر کیا جا رہا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور

مرتب و انچارج
محمد حنیف ندیم

جلد ۱۶ | جمعہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۷۳ء قیمت ۱۲ پیسے | شمارہ ۳

قائد جمعیۃ مفتی اعظم کا وضاحتی بیان

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد نے قومی اسمبلی کے حالیہ ہنگامے اور حکمران پارٹی کے رویہ کے متعلق مندرجہ ذیل وضاحتی بیان دیا ہے۔

ایک پارٹی کا آئین

حکمران پارٹی حزب اختلاف کی جماعتوں کو نظر انداز کر کے ملک میں ایک جماعتی آئین تیار کرنا چاہتی ہے۔ اس صورت میں یہ ایک پارٹی کا آئین ہوگا، جسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ آئین سازی میں ملک کے تمام صوبوں کو نمائندگی ملنی چاہیئے۔ کیونکہ دو صوبوں میں حزب اختلاف کی دو بڑی جماعتیں برسر اقتدار ہیں۔

آئینی سمجھوتے کی خلاف ورزی کا الزام

حکمران پارٹی نے حزب اختلاف کی جماعتوں پر آئینی سمجھوتے کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا ہے۔ جہاں تک آئینی سمجھوتے اور دستوری مسودے کا تعلق ہے یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ آئینی سمجھوتہ میں آئین کی موٹی موٹی باتیں اور رہنما اصول ہیں، جن پر اتفاق رائے ہوا تھا جبکہ دستور کے مسودے میں متعدد باتیں ایسی ہیں جن کی نوعیت تفصیلات کی ہے۔ اور جن پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ حکمران پارٹی کے بعض اراکین اور حزب اختلاف کے پارلیمانی لیڈروں نے دستوری مسودے میں جو اختلافی نوٹ لکھے ہیں وہ کسی بھی طرح آئینی سمجھوتے کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ جہاں تک وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کے لئے دو تہائی ارکان کی شرط رکھنے کا سوال ہے اس سلسلہ میں مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی یہ بات قطعی غلط ہے کہ یہ تجویز ہم نے پیش کی تھی۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اس جماعت کا نام بتائیں جس نے یہ تجویز پیش کی تھی۔

صدر کی تقریر

جب اس سلسلہ میں مفتی صاحب کو نشتر پارک کراچی کی صدر بھٹو کی تقریر کی طرف توجہ دلائی گئی، جس میں انہوں نے تمام جماعتوں کا نام لیا تھا، تو مفتی صاحب نے فرمایا۔ در اصل واقعہ یہ ہے کہ آئینی کمیٹی میں جب حکمران جماعت کی جانب سے جس کی آئینی کمیٹی میں اکثریت ہے اس تجویز پر اصرار کیا گیا تو حزب اختلاف کی جماعتوں نے یہ محسوس کیا کہ حکمران جماعت محض اس ایک بات کے بہانے ملک کو دستور دینے کے راستے مسدود کر سکتی ہے۔ اس لئے حزب اختلاف کی جماعتوں نے حکمران جماعت کے اصرار پر اس شق کو قبول کیا تھا۔ پچھلی باتوں کو چھوڑیئے یہ غلطی کسی جانب سے بھی ہوئی ہو، ہمیں اس غلطی کا ازالہ کر لینا چاہیئے میں اپوزیشن کی تمام جماعتوں کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ وہ اب اس غلطی کے ازالہ کے لئے تیار ہیں۔ حکمران جماعت کو بھی اس شق کے خاتمے کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔ اس کے باوجود اگر حکمران جماعت اس شق کی موجودگی پر اصرار کرے تو پھر عوام خود فیصلہ کر لیں گے کہ یہ تجویز کس نے پیش کی تھی۔ آئینی سمجھوتے کے دونوں فریق یعنی حکمران جماعت اور حزب اختلاف کی جماعتیں مل کر اس شق کو ختم کر سکتے ہیں یہ کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کو آئینی سمجھوتے کی خلاف ورزی کہا جا سکتا ہے۔

وزیر اعظم کے لئے دو تہائی کی شرط

کسی بھی جمہوری ملک میں وزیر اعظم کو ہٹانے کے لئے دو تہائی ارکان کی شرط نہیں ہے۔ اس میں اصل خرابی یہ ہے کہ جو وزیر اعظم جس اسمبلی سے طاقت حاصل کرے گا، اُسے اس کو توڑنے کا حق بھی حاصل ہے، جبکہ اس اسمبلی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ایک بار وزیر اعظم کو منتخب کر کے اسے ہٹا سکے۔ کیونکہ اس صورت میں خود اس کے ٹوٹنے کا خدشہ ہر وقت رہے گا۔

قومی اسمبلی کے حالیہ واقعات

قومی اسمبلی میں پیش آنے والے حالیہ واقعات کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ ملک کے سب سے بڑے قانون ساز اور آئین ساز ادارے کے معزز ارکان کے بارے میں ایک سرکاری اخبار کے سرکاری ملازم نے انتہائی توہین آمیز الفاظ لکھے اور ان پر گند اچھالا۔ اس پر جب احتجاج کیا گیا تو الٹا ہمیں ڈانٹا گیا۔ قوم کے منتخب نمائندوں کا یہ حق ہے کہ ان کا احترام کیا جائے۔ لیکن سرکاری پارٹی کے ترجمان اخبارات میں ان کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ ہم نے اسمبلی میں جو احتجاج کیا ہے، وہ جمہوریت کے فروغ کے لئے کیا ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ حکمران جماعت صحیح راستے پر آ جائے گی۔

صدر کا یک طرفہ فیصلہ

صدر بھٹو نے جو صدرِ مملکت اور آئین ساز ادارے کے صدر بھی ہیں، قومی اسمبلی کے حالیہ واقعات پر صرف ایک فریق کی بات سن کر ایک فیصلہ دے دیا، حالانکہ ان کا فرض تھا کہ دونوں فریقوں کی بات سن کر کوئی فیصلہ دیتے۔

ٹیپ ریکارڈ کا قصہ قومی اسمبلی کی کارروائی کے لفظ بہ لفظ شائع

(ورق اُلٹیے)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

ہونے اور ٹیپ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ جہاں تک اسمبلی میں پیش آنے والے واقعہ کا تعلق ہے انہوں نے خود عبدالحفیظ پیرزادہ اور خورشید حسن میر کو گالیاں دیتے ہوئے سنا ہے۔ جہاں تک ٹیپ کا تعلق ہے ٹیپ سا ٹا جا سکتا ہے۔

وزیر اطلاعات کی پیشکش

مرکزی وزیر اطلاعات کی اس پیشکش جس میں آئینی سمجھوتے پر دستخط کرانے والے لیڈروں کو آئین کے بارے میں تقریر کرنے کے لئے کہا گیا ہے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ محدود پیشکش ہے اپوزیشن کو ہر قومی معاملے میں ذرائع ابلاغ عامہ کے یکساں استعمال کی اجازت ہونی چاہیئے تاہم یہ بھی مفید ہے۔

بائیکاٹ کا فیصلہ

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کی جماعتوں نے قومی اسمبلی کے صرف حالیہ اجلاس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے اور آئندہ اجلاس کے بارے میں فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ۲۴ جنوری کو قومی اسمبلی کے آئین ساز ادارے کی حیثیت سے اجلاس ہوگا۔ اس میں شرکت کے بارے میں فیصلہ اجلاس سے پہلے کر لیا جائے گا اپوزیشن جماعتوں میں اتحاد کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ تمام مخالف جماعتیں اس مسئلہ پر متحد ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سابق امریکی صدر ٹرومین، مر گئے

گذشتہ دنوں امریکہ کے ایک سابق صدر مسٹر ٹرومین کے مرنے کی اطلاع آئی۔

اس اطلاع سے معاً میری آنکھوں کے سامنے آج سے ۴۵ سال پہلے کی عالمی سیاست اور عالمی حالات کا منظر گھوم گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب دوسری عالمی جنگ کے بانی اور رہبر ہٹلر کی افواج شکست سے دوچار ہوتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھیں۔

روس کے ساتھ جنگ کا طویل محاذ اور لمبی مدت نے جرمنی کی تمام فوجی طاقت، تمام رسد اور تمام اسلحہ کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا، اور یورپ میں اس کی فوجی شکست کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔

ہٹلر کا سب سے بڑا حامی بلکہ ہٹلر کے الفاظ میں اس کا استاد مسولینی دوبارہ اتحادیوں کے گھیرے میں آچکا تھا اٹلی پر اتحادیوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یہ اپریل ۱۹۴۵ء کا مہینہ تھا کہ روسی فوجیں جرمن فوجوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے وی یانا پہنچ چکی تھیں کہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۵ء کو اچانک یہ اطلاع آئی کہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ دماغ کی رگ پھٹ جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔

اس وقت ٹرومین نائب صدر تھے اور وہ امریکی دستور

(باقی صہ پر)

اخبار حریت میں شائع شدہ ایک بیان

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی وضاحت

آپ کے اخبار نے اپنی اشاعت ۸ جنوری ۱۹۷۳ء میں میری اس تقریر کی رپورٹ شائع کی ہے جو میں نے ۷ جنوری کو جمعیۃ طلباء اسلام کے استقبالیہ میں کی تھی۔ اس رپورٹ کا پہلا تھوڑا سا حصہ صحیح ہے۔ مگر افسوس ہے کہ باقی مضمون کے اکثر حصے میرے بیان کی روح کے خلاف ہیں جس کے خلاف میں آپ سے عرض کروں گا کہ کم از کم آپ کے اخبار کی شان کے یہ خلاف ہے جو مانسہرہ ہزارہ تک شوق سے پڑھا جاتا ہے۔

پہلے تو ایک چھوٹی سی سرخی جمائی ہے کہ مشرقی پاکستان کے سقوط کا ذمہ دار شیخ مجیب نہیں ہے۔ میں نے شیخ مجیب کی یہ صفائی بیان نہیں کی۔ یہ غلط اجتہاد ہے۔ میں نے واقعات کی کڑیاں بیان کرتے ہوئے سب مخالفین و موافقین مجیب کو نیک نیت ثابت کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ شیخ مجیب نے چھ نکات پیش کئے اور ان ہی پر الیکشن لڑ کر غالب اکثریت حاصل کی اور موجودہ زمانے کے سیاست دانوں کی جمہوریت کے مطابق اس نے وزارت عظمیٰ کا استحقاق ثابت کر دیا۔ یحییٰ خاں نے اس کو آنے والا وزیر اعظم بتا کر اس کی پوزیشن اور مضبوط کر دی۔ پھر لگا طواف کرنے اور اپنی صدارت کی حفاظت کرنے۔ جب دو دفعہ خود اجلاس بلائے۔ ہم تین جماعتوں نے یعنی نیشنل عوامی پارٹی، جمعیۃ علماء اسلام، کونسل لیگ (دولتانہ صاحب) نے اجلاس میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ اس لئے کہ جس جمہوریت کا نعرہ لوگ لگا رہے تھے۔ اس کے لحاظ سے اس کو وزارت کا حق حاصل ہو گیا تھا۔ اور ہم جانتے تھے کہ دفاع، امور خارجہ، کرنسی وغیرہ تو مرکز کے پاس ہی وہ مانتا ہے کہ باقی باتوں میں بھی ہم لوگ بنگالی ممبروں کو انشاء اللہ تعالیٰ منوا لیں گے اور پاکستان ٹکڑے ہونے سے بچ جائے گا۔ اس وقت محترم ذوالفقار علی صاحب بھٹو نے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا اور مجیب کی اسی طرح مخالفت کی جس طرح آج عام جمہور پاکستانی کر رہے ہیں اور انہوں نے صرف مشرقی پاکستان کی حکومت کو تمام پاکستان پر تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہوئے مغربی پاکستان کی اکثریتی پارٹی کو اقتدار میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔ آج شیخ مجیب پر اس عدم اعتماد میں ساری قوم شریک ہے جو اس وقت محترم بھٹو نے کیا تھا۔ ہم یعنی ولی خاں، دولتانہ اور مفتی محمود بھی نیک نیت تھے اور بھٹو بھی بات کہہ رہا تھا اور مجیب کی اسی طرح مخالفت کر رہا تھا جس طرح آج ساری قوم کر رہی ہے۔ اب کسی کو سقوط بنگال کا ذمہ دار ٹھہرانا یا گڑھے مردے اکھیڑنا ملکی مفاد کے حق میں نہیں ہے۔ میں نے اثناء ملاقات میں محترم شیخ مجیب سے کہا تھا کہ مرکز میں آپ ہی کی حکومت ہوگی۔ آپ کیوں مرکز کا اختیار کم کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح تو آپ اپنے بنگال کی خوب خدمت کر سکیں گے مگر اس کا کوئی جواب وہ نہ دے سکے۔ اس تقریر سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ تقسیم پاکستان کی کوئی ذمہ داری شیخ مجیب پر نہیں، اور یہ بات میری طرف منسوب کرنا زیادتی ہے۔ شیخ صاحب کے ۶ نکات ان کا ان پر ڈٹ جانا کسی کی نہ ماننا، ان کی پارٹی کا اور مکتی باہنی کا کردار سامنے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ میں نے کہا تھا کہ یحییٰ خاں اس کا بڑا ذمہ دار ہے۔ دشمن کے بیسیوں ہوائی حملوں کے مقابلہ میں کہیں بھی ہمارا جہاز نہیں گیا۔ فوج کو نہ لڑنے کا حکم دیا گیا۔ فوج کو بددل اور قوم کو یحییٰ خاں نے مایوس کر دیا تھا قوم کو چینی ملے یا نہ ملے مگر اس کا خیال کرنا چاہیئے۔ جو کوئی بھی نہیں کرتا کہ پندرہ سو میل لمبی سرحد کے مورچوں میں تمام رات تقریباً ایک لاکھ فوجی پہرہ دیتے رہے۔ ورنہ دشمن سے کتنا بڑا خطرہ ہو سکتا تھا۔ پھر اس عرصہ میں اسلحہ کا حاصل کرنا، مالی امداد کی سبیل کرنا معمولی کام نہیں ہے۔ جو حکومت نے انجام دیا، ورنہ یحییٰ خاں سب کچھ تباہ کر گیا تھا۔

جمہوریت کے بارے میں میں نے کہا کہ ہم تو اس مغربی جمہوریت کے خلاف ہیں۔ لندن کی پارلیمنٹ نے لواطت کو جائز قرار دے کر اس کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ پھر یہ انگلستان والی جمہوریت جس میں اکثر نمایندوں کے وہ زیادہ ووٹ جن کی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے ہیں۔ باقی امیدواروں کے مجموعی ووٹوں سے کم ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم سب اقلیت کے نمایندے ہیں۔ پھر اس جمہوریت کو مودودی صاحب نے پہلے مردود قرار دیا ہے۔ پھر فرض جیسے قرار دیا۔ اور اب اس جمہوریت کی پوجا ہو رہی ہے۔ مگر اس اکثریت کی حکومت کو جو مغرب کی تقلید میں رائج ہے۔ اب چلنے نہیں دیا جا رہا ہے۔ جمعیۃ ضرور کوشش کرے گی کہ آیندہ انتخابات میں برسر اقتدار آئے اور ہر پارٹی کو یہ حق حاصل ہے مگر اسی طرز جمہوری پر بننے والی حکومت کی میعاد کو گذارنا ہوگا۔ اب انتشار کی باتیں یا اختلافات کو بھڑکانے کی باتیں قطعاً ملکی مفاد کے خلاف ہیں۔

میں نے اسمبلی میں بھی کہا تھا اور محترم بھٹو صاحب سے ملاقات کے دوران حضرت مفتی محمود صاحب کی موجودگی میں عرض کیا تھا۔ ولی خاں ہو یا صدر بھٹو یا حضرت مفتی صاحب ان کا مطلق صحافت کی آزادی کا نعرہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قرآن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کا حکم دیتا ہے تو ایسے اخبارات کو اس بات کی آزادی دینا کہ جھوٹ لکھیں یا بہتان طرازی کریں۔ یا بے حیائی پھیلائیں یا حکومت پاکستان کو کمزور کریں، اسلام کے خلاف ہے۔

لیڈر اور رہنما کے فرق کو غلط نقل کیا گیا ہے۔ رہنما کی بات تو بڑی حد تک صحیح ہے۔ مگر میں نے کہا تھا کہ لیڈر بننا آسان ہے بھیڑ کہیں جا رہی ہے۔ ہجوم کا جلوس ہے۔ نعرے لگ رہے ہیں۔ ایک آدمی سب سے آگے ہو کر وہی نعرے لگاتا ہے دو منٹوں میں لیڈر بن جاتا ہے۔ قوم غلط راہ پر جا رہی ہو۔ رہنما کا کام یہ ہے کہ بھیڑ اگر غلط راہ پر جا رہی ہے وہ راستہ روکنے کی کوشش کرتا اور قوم کو صحیح سمت پر چلنے کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ بھیڑ اس کو گالیاں دیتی اور پتھر مارتی ہے۔ مگر یہ اس کا فرض ہوتا ہے۔ لیڈر سستی شہرت ایک منٹ میں حاصل کر لیتا ہے مگر رہنمائی مشکل کام ہے۔

(غلام غوث)

(حریت کراچی)

(مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا محمد لقمان ۲۰ جنوری کو کراچی پہنچیں گے حضرت مولانا محمد اسعد یار کے پاس قیام ہوگا۔)

عید الاضحیٰ اور احکام — و — مسائل

(سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ)

یکم ذی الحجہ سے دس ذی الحجہ تک کے دس دن کو عشرہ ذی الحجہ کہتے ہیں۔ ان دس دنوں کی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ ما من ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ عزوجل من ھذہ الایام یعنی ایام العشر قیل یا رسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجلا خرج بنفسہ ومالہ ثم لم یرجع بشیٔ (ان دس دن (عشرہ ذی الحجہ) کی عبادت اللہ تعالیٰ کو جس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی عبادت اتنی محبوب نہیں ہے۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے راستہ میں جہاد کرنا بھی ان دنوں کے اعمال کے مساوی نہیں ہوسکتا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کرسکتا۔ البتہ کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدان جہاد میں قربان کر دے۔ دونوں میں سے ایک چیز بھی واپس نہ آئے تو ایسا جہاد بیشک ان دنوں کے اعمال صالحہ کا مقابلہ کرسکتا ہے

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ما من ایام اعظم عند اللہ ولا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن التھلیل والتکبیر والتحمید (عشرہ ذی الحجہ کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ پس ان دنوں میں لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کی کثرت رکھو) (مفہوم)

ایک اور روایت میں ہے۔ ان افضل ایام الدنیا ایام ھذہ العشر قیل یا رسول اللہ ولا مثلھن فی سبیل اللہ قال الا من عفر وجھہ فی التراب (تمام ایام دنیا میں سے ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن افضل ہیں۔ کسی نے عرض کیا۔ جو دن جہاد میں صرف ہوں، وہ دن بھی ان دنوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کرسکتے؟ فرمایا ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہوسکتا ہے جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلود ہوجائے اور وہ میدان جہاد میں ہی قربان ہوجائے (مفہوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ فی ھذہ الایام یعدل صیام کل یوم منھا صیام سنۃ وقیام لیلۃ منھا کقیام لیلۃ القدر (عشرہ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ثواب میں ایک سال کے برابر ہے اور رات کا قیام شب قدر کے قیام کے مساوی ہے۔ (مفہوم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ارشاد ہے۔ من صیام العشر فلہ بکل یوم صوم شھر ولہ بصوم الترویۃ سنۃ (جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے، اس کے ہر روزہ کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور آٹھویں تاریخ کے روزہ کا ثواب ایک سال کے برابر ہے (مفہوم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزہ کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا گیا ہے (مفہوم)

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ (یوم عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ (مفہوم)

عید کا دن اور اس کے مستحبات

عید الضحیٰ کی صبح کو بھی مثل عید الفطر کے غسل کرنا، مسواک کا استعمال کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا، جانا اور دراستہ سے اور آنا اور دوراستہ سے۔ یہ تمام افعال مستحب ہیں۔ عید الضحیٰ میں بغیر ناشتہ کے عیدگاہ جانا مستحب ہے۔ راستہ میں تکبیر آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے جانا چاہیئے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ کی عصر تک

ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ تکبیر فرض ادا کرنیوالوں کو پڑھنی چاہیئے۔ اگر امام بھول جائے تو مقتدی بلند آواز سے پڑھ کر اسے یاد دلادیں۔ جو شخص تنہا نماز پڑھے اسے بھی یہ تکبیر پڑھنی چاہیئے۔ ان پانچ دنوں میں اگر کوئی نماز قضا ہوجائے اور انہی دنوں میں اسے ادا کیا جائے تو اس کو معہ تکبیر کے ادا کرنا چاہیئے۔

عید کی نماز

مثل عید الفطر کے دو رکعتیں معہ چھ زائد تکبیروں کے ادا کرنی چاہیئے۔ نیت کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ عید الضحیٰ کی دو رکعتیں جو سنت مؤکدہ ہیں معہ چھ تکبیروں کے ادا کرتا ہوں۔ پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ اب امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں یہ چار تکبیریں ہوئیں۔ جن میں سے ایک تو پہلی تکبیر تحریمہ ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں۔ جب دوسری رکعت کے رکوع کا وقت آئے تو رکوع میں جانے سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ یہ بھی چار تکبیریں ہوئیں۔ ایک تکبیر تو رکوع میں جانے کی ہے اور تین تکبیریں زیادہ ہیں۔ باقی نماز اپنی حالت پر ہے۔

مسبوق کا حکم

جو شخص امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد آکر ملے اس کو چاہیئے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی تکبیریں کہہ لے۔ لیکن اگر امام رکوع میں چلا گیا ہو تو پھر فوراً رکوع میں مل جائے اور بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع ہی میں تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ اگر ایک بار تکبیریں باقی تھیں کہ امام رکوع سے کھڑا ہوگیا تو یہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہوجائے۔ ایسی حالت میں تکبیریں ساقط ہوجائیں گی، اگر کسی شخص کی پوری ایک رکعت جاتی رہے تو دوسری امام کے ساتھ پڑھے اور جب وہ اپنی فوت شدہ پہلی رکعت پڑھنے کھڑا ہو، تو شروع میں تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاتے وقت تکبیریں ادا کرے۔ یعنی فوت شدہ پہلی رکعت مثل دوسری رکعت کے ادا کرے۔ لیکن اگر کسی کی دوسری رکعت بھی فوت ہوجائے اور وہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد امام کے ساتھ شریک ہو، تو پھر دونوں رکعتیں باقاعدہ مقررہ ترتیب کے ساتھ ادا کی جائیں۔

خطبہ کا سننا

نماز کے بعد خطبہ ضرور سننا چاہیئے۔ اگر فاصلہ پر بھی ہو تو بھی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور خطبہ ختم ہونے کے بعد عیدگاہ سے نکلے، لوگوں پر سے پھلانگنا سخت مذموم اور گناہ کی بات ہے۔

قربانی اور اس کے ضروری مسائل:۔

خدا کے ایک مخلص بندہؑ نے آج سے ہزاروں برس پہلے ایثار و رضا کی ایک ایسی مثال پیش کی تھی کہ قیامت تک کے لئے اس کی تقلید لازمی کردی گئی۔ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کی پابندی کا حکم دیتے ہوئے سنۃ ابیکم ابراھیمؑ۔ اس لئے فرمایا تھا کہ روحانی اولاد اپنے باپ کے اس مبارک فعل کی اہمیت پر غور کرے۔ اگرچہ اس وقت قربانی کے فلسفہ پر کوئی بحث کرنی نہیں ہے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کرنا ہے کہ جس قوم میں قربانی کی رسم نہیں ہے وہ قوم زندگی کی ہی لذت سے ناآشنا ہے۔ مقصود بالذات تو انسانی قربانی ہے۔ لیکن نہ وہ ہر روز میسر آسکتی ہے نہ ہر روز اس کا موسم ہوتا ہے۔ نہ قانون اور حکومت اس کی متحمل ہوسکتی ہے۔ نہ ہر شخص کو یہ لازوال دولت میسر آسکتی ہے حضرت فضیل بن عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ میں صوفیانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تبتل اور عزلت نشینی

باقی ص ۱ پر

عیدِ قرباں

(وحیدی الحسینی فاضل دیوبند)

سیکڑوں صدیاں ہوئیں تاریک تھی جب یہ زمیں — آندھیوں سے بجھ چکی تھی مشعلِ نورِ یقیں
تیرگی پھیلا رہا تھا جب یہ خورشیدِ مبیں — ہر ستارہ تھا معاذ اللہ رب العالمیں
چاند معبودِ حسیں ——— چرخِ قسمت آفریں

ذہنِ انسانی اسیرِ رشتۂ اوہام تھا

نوعِ انساں تھی مظاہر کی پرستاری میں گُم — تھی جبینیں معبدوں کی گرم بازاری میں گُم
جگمگاتے منظروں کی رنگِ ضوباری میں گُم — چاند تاروں کی نگہ کی شعبدہ کاری میں گُم
عکسِ گلناری میں گُم ——— موجِ سرشاری میں گُم

قسمتِ انساں پہ دورِ گردشِ ایام تھا

رفعتِ آدم ہوئی تھی خاکِ ذلت پر نگوں — ہر دمکتی چیز کو سمجھا ہوا تھا رہنموں
دشتِ وحشت کا تھا جب انساں ایک صیدِ زبوں — چھا گیا تھا فکرِ محکم پر تخیل کا فسوں
ایک شغلِ بے سکوں ——— ایک شیطانی جنوں

قہرمانی طاقتوں سے لرزہ بر اندام تھا

ہر طرف دامن کو پھیلائے کھڑی تھی کافری — بزمِ نمرودی کہیں تھی اور کہیں افسوں گری
آسماں پر حکمراں تھے مہر و ماہ و مشتری — فرشِ گیتی زیرِ فرمانِ بتانِ آذری
اوج پر تھی بت گری ——— ہر نفس تھا سامری

آہ مسجودِ ملائک بندۂ اصنام تھا

یک بیک نورِ حقیقت کی ہوئی شانِ ظہور — شیشۂ ظلمت ہوا ٹکرا کے جس سے چکنا چور
غیرتِ حق کے اُفق پر جل اٹھی اک برقِ طور — پھٹ پڑا جس کے سبب آفاق میں طوفانِ نور
یہ اٹھی جیسے سرور ——— موجۂ حسنِ غیور

وسعتِ کون و مکاں میں جھٹپٹا سا ہو گیا

حق پسند و بت شکن آذر کے گھر پیدا ہوا — غمگسارِ نکبتِ نوعِ بشر پیدا ہوا
اس اندھیری رات میں نورِ سحر پیدا ہوا — حق نمائی کے لئے اک پردہ در پیدا ہوا
دیدہ ور پیدا ہوا ——— اہلِ نظر پیدا ہوا

پرتوِ نورِ رسالت سے سویرا ہو گیا

جگمگا اٹھا جہاں میں نورِ عرفانِ خلیلؑ — ذوق و شوقِ جاں سپاری، الفتِ ربِ جلیل
بہہ پڑی ایثار و قربانی کی نہرِ سلسبیل — ہر نظارہ بن گیا آنکھوں میں تصویرِ جمیل
راحتِ دل کا کفیل ——— حق رسی کی اک دلیل

اوجِ خلّت مطلعِ صبحِ تجلا ہو گیا

وہ امامِ انبیاء، مشہور معمارِ حرم — ہادیِ راہِ حقیقت، داعیِ خیر الامم
روشنی کا ہے منارہ جس کا ہر نقشِ قدم — زندگی جس کی فداکاری کی تفسیرِ اتم
صاحبِ لطف و کرم ——— قاسمِ فیض و نعم

سرفروشی کا جہاں میں بول بالا ہو گیا

جس نے قربانی کا رازِ خاص افشا کر دیا — آتشِ نمرود کو گلزارِ سینا کر دیا
ذبحِ اسماعیلؑ نے سر اپنا اونچا کر دیا — حشر سے پہلے جہاں میں حشر برپا کر دیا
عہد ایفا کر دیا ——— چاک پردہ کر دیا

دونوں عالم میں محبت سے اجالا ہو گیا

خنجرِ حق جب چلا حلقومِ اسماعیلؑ پر — مہر حیرت در دہاں تھی گردشِ شام و سحر
یہ زمیں زیر و زبر تھی آسماں حیرت نگر — تھے فرشتے دم بخود غلطیدہ اس اعجاز پر
عشق تھا آشفتہ سر ——— ہر نظر تھی چشمِ تر

منظرِ شوقِ شہادت جلوہ پیرا ہو گیا

عیدِ قرباں عشقِ محکم کی ہے زندہ یادگار — خونِ دل سے لہلہاتا ہے جہانِ لالہ زار
ہر کلی سربستہ خم، ہر پھول جامِ زرنگار — ہر برس میں لے کے آتی ہے یہ جلووں کی بہار
ابرِ رحمت کی پھوار ——— فیضِ عامِ کردگار

عیدِ قرباں عشقِ روحانی کی اک تمہید ہے

اس حیاتِ غم سے ہے مقصودِ اصلی امتحاں — اس جہانِ آب و گل کو بھی لگے اک جہاں
رسمِ قربانی میں عیشِ جاودانی ہے نہاں — آستانہ پر محبت کے ہے خاطر کا زیاں
تحفۂ قلبِ تپاں ——— جان و دل کا ارمغاں

عظمتِ انسانیت کی عید اک تائید ہے

خونِ قربانی سے ہے رنگین نقشِ لا الٰہ — راہ قربانی کی ہے انسانیت کی شاہراہ
نورِ قربانی سے ہے روشن مسلماں کی نگاہ — مہر و مہ کی انجمن ہے اس حقیقت پر گواہ
ضوفشاں شام و پگاہ ——— جلوہ زارِ انتباہ

عیدِ قرباں سے درخشاں جلوۂ توحید ہے

طیبہ کے نظارے

(حافظ محمد نسیم صاحب نسیمؔ)

قدرت کے وہ پُرکیف نظارے نظر آئے
جب مسجد نبوی کے منارے نظر آئے

روشن مری قسمت کے ستارے نظر آئے
طیبہ میں جب انوار تمہارے نظر آئے

جب قافلے پہنچے درِ سرکار کے نزدیک
کرتے ہوئے آپس میں اشارے نظر آئے

اربابِ مدینہ کے الطاف و عنایات
جو بھی نظر آئے وہ ہمارے نظر آئے

کیا پوچھتے ہو گنبدِ خضرا کی تجلّی
شرمندہ جہاں چاند ستارے نظر آئے

عشاقِ نبی روضۂ اقدس کے برابر
پڑھتے ہوئے قرآن کے پارے نظر آئے

جو کھیل گئے جان پہ توحید نہ چھوڑی
ایسے بھی کچھ اللہ کے پیارے نظر آئے

ہم کعبے کو فردوسِ بریں کیسے نہ سمجھیں
زم زم میں بھی تسنیم کے دھارے نظر آئے

اس وقت کی بےچینیاں پیاسوں سے نہ پوچھو
جس گھڑی کوثر کے کنارے نظر آئے

یاد آئی ہمیں جس گھڑی صدیقؓ و عمرؓ کی
تو گِردِ قمر کے دو ستارے نظر آئے

ہر شے میں تھے انوار نسیمؔ اس کو نہ پوچھو
طیبہ میں پہنچ کر جو نظارے نظر آئے

خطبۂ حجۃ الوداع

جناب خاتم النبیین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبۂ حجۃ الوداع میں خاصانِ امت کے عظیم اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

★ لوگو! میری بات توجہ کے ساتھ سنو! اس سال کے بعد تم مجھے شاید اس مقام پر کبھی کھڑا نہ پاؤ ★ لوگو! عنقریب تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے ملنا ہے۔ پس وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا ★ لوگو! شیطان اب اس سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر کبھی اس کی پرستش ہو، لیکن اس کے سوا ایسے دوسرے گناہوں میں اس کا کہا مانا جائے گا۔ جن کا ارتکاب تم حقیر سمجھ کر کرو ★ یاد رکھو! تمہارے خون اور تمہارے اموال قیامت تک کے لئے محترم ہیں ★ جن کے پاس کوئی امانت ہو، اس کو چاہیئے کہ حقدار کے حوالے کر دے۔ سود باطل قرار دیا جا چکا ہے ★ تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں، چنانچہ اس کے ساتھ حسن معاشرت کی وصیت میری طرف سے قبول کرو۔

★ سن لو اور خوب سمجھ لو! ★ مسلمانوں کی جماعت ایک برادری ہے ★ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ★ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے سے باز رہو۔ میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

(۱) اللہ تعالےٰ کی کتاب اور (۲) اس کے رسولؐ کی سنت

ذبح عظیم

صاحبزادہ محمدؐ خالد رضاؔ

اللہ کے فرمان پر
جس نے کٹایا اپنا سر

اس کو سرافرازی ملی
حاصل رضائے حق ہوئی

وہ تا ابد زندہ ہوا
زندہ و پائندہ ہوا

کیا کہنا اس کی شان کا
اور عظمتِ ایمان کا

حضرت خلیل اللہ نے
پایا جو حکم اللہ سے

کر ذبح اسمٰعیل کو
بڑھ حکم کی تعمیل کو

وسواس کچھ آیا نہیں
دل غم سے گھبرایا نہیں

فرمایا اسمٰعیل کو
بیٹا! اِدھر آؤ سنو!

میں خواب ہوں یہ دیکھتا
ذبح ہوں تجھ کو کر رہا

ہے حکم ربِ پاک کا
کیا عزم ہے تیرا بتا!

کی عرض اسمٰعیل نے
تعمیل فوراً کیجئے

آنکھوں پہ پٹی باندھ کے
اوندھا لٹا دیویں مجھے

ایسا نہ ہو منہ دیکھ کر
ہو جوش زن حُبِّ پدر

الغرض ابراھیم نے
آنکھوں پہ پٹی باندھ کے

کر کے چھُری کو تیز تر
رکھ دی پسر کے حلق پر

چلتی ہے پورے زور سے
حیراں ہیں لیکن دیکھ کے

اِک وار تک چلتا نہیں
اِک قطرہ خوں بہتا نہیں

اللہ کی قدرت دیکھنا
نازِ مشیّت دیکھنا

فدیہ ذبیح اللہ کا
جنت سے دُنبہ آگیا

قربانی اسمٰعیلؑ کی
ہے یادگارِ سرمدی

راہِ خدا میں ہم رضاؔ
اپنی کریں جانیں فدا

عید قرباں کیا ہے؟ یہ ایمان کی تفسیر ہے
خوابِ ابراہیمؑ کی رنگیں حسیں تعبیر ہے

صبرِ اسماعیلؑ کی عہد آفریں تنویر ہے
ملّتِ بیضا کے حق میں دعوتِ تعمیر ہے

حاصلِ تدبیر ہے
ثمرۂ تقدیر ہے

غلبۂ شیطانیت کی اک کھلی تردید ہے

گرم رہتا ہے شہادت ہی سے مومن کا لہو
معرکوں کے سیلِ خونیں میں وہ کرتا ہے وضو

جاں سپاری فی سبیل اللہ اس کی آرزو
روحِ قربانی سے ہے روشن جبین و سرخرو

حاملِ صد آبرو
عاملِ لاتقنطوا

عید قرباں مردِ مومن کی حقیقی عید ہے

بقیہ — احکام و مسائل

اختیار کر چکے ہیں۔ ذکر و شغل میں مشغول ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث میں منہمک ہیں اور جب اس دینی تعلیم سے وقت ملتا ہے تو اللہ کے راستے میں حقیقی قربانی کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ایک دفعہ میدان جہاد سے واپس آئے تو زخموں سے چور تھے مجلس میں حضرت فضیلؒ کی عبادت و ریاضت کا ذکر آ گیا اسی حالت میں ایک خط لکھا۔ نثر کے ساتھ ساتھ ذیل کے اشعار بھی تھے

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا
لعلمت انک فی العبادۃ تلعب
من کان یخضب خدہ بدموعہ
فنحورنا بدمائنا تتخضب
او کان یتعب خیلہ فی باطل
فخیولنا یوم الصبیحۃ تتعب
ریح العبیر لکم ونحن عبیرنا
رہج السنابک والغبار الاطیب
ولقد اتانا من مقال نبینا
قول صحیح صادق لا یکذب
لا یستوی وغبار خیل اللہ فی
انف امرئ ودخان نار تلہب
ھذا کتاب اللہ ینطق بیننا
لیس الشہید بمیت لا یکذب

"اے حرمین کے عابد! اگر تو ہماری حالت کو دیکھتا تو یقیناً اپنی عبادات اور اعمال و اشغال کو ایک کھیل سمجھتا وہ جس کے آنسو صرف اس کے رخساروں پہ بہہ رہے ہوں کیا اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ جس کے سینہ پر اس کی گردن کا خون بہہ رہا ہو۔ ایک وہ شخص ہے جس کا گھوڑا دوڑ کے میدان میں بھاگ رہا ہے اور ایک وہ لوگ ہیں جن کے گھوڑے میدان جہاد میں دشمنوں سے نبرد آزما ہیں۔ تم مشک اور عنبر کی خوشبوؤں سے فائدہ اٹھا رہے ہو اور یہاں میدان جہاد کا غبار ہے یا نیزوں اور تلواروں کی نوکیں ہیں۔ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث پہنچی ہے کہ میدان جہاد کا غبار اور دوزخ کا دھواں ایک دماغ میں جمع نہیں ہو سکتے۔" (مفہوم)

فضیل! اللہ کی کتاب میں بالکل صاف اور کھلا ہوا حکم موجود ہے کہ شہید کو موت نہیں آتی، نہ اس کو مردہ کہہ سکتے ہیں،

حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس خط کو پڑھا تو بے ساختہ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔

بہرحال اصل قربانی تو یہی تھی۔ لیکن یہ قربانی بھی اس قربانی سے مناسبت رکھتی ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ ہر سال قربانی کرتے رہو تاکہ تم میں قربانی کا تذکرہ باقی رہے اور وقت پہ یہ کوئی نئی نہ معلوم ہو۔

ضروری مسائل

دسویں تاریخ کو بعد نماز عید اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر عمل قربانی کرنا ہے۔ قربانی کے ہر ایک بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ قربانی کے خون کا ہر ایک قطرہ کفارۂ سیئات کا سبب ہے۔

قربانی کے جانوروں کا ہر ایک عضو، یہاں تک کہ اس کی کھال اور اس کے کھر اور سینگ سب میزان عمل میں ہوں گے۔ قربانی کرنا پل صراط کو عبور کرنے میں ممد و معاون ہوگا۔

قربانی ہر مالدار مسلمان پر واجب ہے۔ جانور کو ذبح کرتے وقت قربانی کی نیت کرنی ضروری ہے۔ ورنہ قربانی ادا نہ ہوگی۔ گاؤں اور دیہات کے رہنے والے جن پر عید کی نماز واجب نہیں ہے۔ دسویں تاریخ کی طلوع فجر کے بعد بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ لیکن قصبات اور شہروں کے لوگ عید کی نماز سے پیشتر قربانی نہیں کر سکتے میت کی جانب سے قربانی کر سکتے ہیں۔ اگر مرنے والے نے قربانی کی وصیت کی ہو تو اس قربانی کا تمام گوشت صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر بغیر وصیت کے قربانی کی جائے تو گوشت کا حکم وہی ہے جو زندہ انسان کی جانب سے کی ہوئی قربانی کا ہوتا ہے۔ یعنی ایک حصہ خیرات کر دینا، دوسرا حصہ اعزہ اور اقارب میں تقسیم کرنا اور تیسرا حصہ اپنے استعمال میں لانا۔ یہ طریقہ استحبابی ہے۔ اگر کوئی شخص تمام گوشت اپنے کام میں لائے یا تمام صدقہ کر دے تو بھی جائز ہے۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے آگے ذبح نہیں کرنا چاہیئے۔ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا چاہیئے۔ ذی الحجہ کی دس تاریخ کی صبح سے لے کر بارہ تاریخ کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ رات میں قربانی کرنا مکروہ ہے۔ اگرچہ قربانی ادا ہو جائے گی۔ بھیڑ، بکری دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے ایک ہو سکتا ہے لیکن گائے بھینس اور اونٹ میں سات شخص تک شریک ہو سکتے ہیں۔

بکری، بکرا ایک سال سے اور بھیڑ، دنبہ چھ ماہ سے گائے دو سال سے، اونٹ پانچ سال سے کم نہ ہو۔ اگر اس عمر سے جانور کی عمر کم ہوگی تو قربانی ادا نہ ہوگی۔ اس عمر سے اگر زائد ہو تو افضل ہے۔ چھ ماہ کی وہ بھیڑ اور دنبہ جائز ہوگا جو فربہ اور ہاتھ پاؤں کا اچھا ہوگا۔ بھینس اور اونٹ میں سات آدمی سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن سات سے کم ہو تو جائز ہے۔ ساتوں آدمیوں کی نیت تقرب الی اللہ کی ہونی چاہیئے۔ اگر جہات مختلف ہوں تو مضائقہ نہیں۔

قربانی کا جانور سلیم الاعضا ہونا چاہیئے۔ اندھا، کانا لنگڑا یا بہت زیادہ بیمار۔ کان یا دم کٹا، ناک کٹی ہوئی یا زبان کٹی ہوئی نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر کسی جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا سینگ کے خول ٹوٹ گئے ہوں لیکن گودے پر زیادہ اثر نہ پہنچا ہو تو جائز ہے۔ اگر پیدائشی کان نہ ہوں تو جائز نہ ہوگا۔ اگر کان ہوں لیکن چھوٹے چھوٹے ہوں تو جائز ہے دم یا کان کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصہ سے کم کٹا ہوا ہو تو جائز ہے۔ لیکن تیسرے حصہ سے زائد کٹا ہوا ہو تو جائز نہیں ہے خصی اور مقطوع الذکر جانور کی قربانی جائز ہے۔ آنکھ کی بینائی میں بھی تیسرے حصہ کا اعتبار ہے۔ اون کترا ہوا جانور جائز ہے۔ اگر عید کے چاند میں شک ہو، تو احتیاطاً گیارہ کی شام تک قربانی کر لیں۔ اگر باوجود شک کے بارہ تاریخ کو قربانی کر لی تو پھر مستحب یہ ہے کہ تمام گوشت صدقہ کر دیں۔ جس طرح قربانی کے جانور کا گوشت اگر کوئی چاہے تو اپنے کام لا سکتا ہے اسی طرح جانور کی کھال کا بھی استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن روپے پیسے کے بدلہ میں فروخت نہ کرے۔ اگر کسی شخص نے قربانی کے جانور کی کھال فروخت کر دی تو قیمت کا صدقہ کر دینا واجب ہوگا، اور اس صدقہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہوگا۔ البتہ یہ اختیار ہوگا کہ ایک کھال یا چند کھالوں کی قیمت ایک ہی مسکین کو دے دے یا ایک کھال کی قیمت چند مسکینوں پر صدقہ کر دے۔ اگر سالم کھال صدقہ کر دے تو جائز ہے۔

قربانی ہر اس شخص پر واجب ہوگی جو حوائج اصلیہ اور ضروریہ کے علاوہ مقدار نصاب کا مالک ہو۔ وجوب صدقہ فطرانہ و وجوب اضحیہ دونوں کا نصاب مساوی ہے

دعائے صحت

لاہور۔ جمعیت علماء اسلام لاہور کے جنرل سیکرٹری جناب قاضی محمد سلیم صاحب ایڈووکیٹ کے والد تقریباً ایک ماہ سے علیل ہیں۔ جمعیت کے متعلقین حضرات سے اپیل ہے کہ جناب قاضی صاحب کے والد بزرگوار کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

طارق محمود
آفس سیکرٹری جمعیت لاہور شہر

ناظم تبلیغ ملتان ڈویژن کا تقرر

مولانا حافظ غلام احمد صاحب کو ملتان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن کے لئے ناظم تبلیغ و تنظیم مقرر کیا گیا ہے تمام شاخیں مطلع رہیں۔ (محمد یعقوب شیخ ملتان)

گمشدگی لیٹر پیڈ کا اعلان

میرا لیٹر پیڈ جس پر امداد الحسن جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام ضلع لائلپور چھپا ہوا ہے کہیں سفر میں گم ہو گیا ہے۔ عین ممکن ہے اسے کوئی ناجائز طور پر استعمال کرے۔ اس لیئے میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی بیان وغیرہ اس کے ذریعہ شائع ہو، تو اسے میرا بیان تصور نہ کیا جائے۔ (امداد الحسن خطیب تاندلیانوالہ
جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام ضلع لائل پور

آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے ترجمان اسلام کا ۲۶ جنوری کا شمارہ شائع نہیں ہوگا، قارئین و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

سفر کابل

(از حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب ساکن درویش ہری پور ہزارہ)

فقیر کے پیر و مرشد حضرت مولانا خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی کا گرامی نامہ آیا، جس میں لکھا تھا کہ حضرت والا بذریعہ موٹر کار سفر حج پر روانگی کے لئے ۷ر دسمبر کو راولپنڈی پہنچیں گے۔

چنانچہ جمعرات ۷ر دسمبر کو حضرت اقدس راولپنڈی تشریف فرما ہوگئے۔ قیام مدرسہ فرقانیہ مدنیہ میں ہوا۔ سعودی عرب کے ویزے کراچی سے لگ کر آگئے تھے۔ ایران عراق کویت اور افغانستان کے ویزے اسلام آباد سے لینے تھے۔ خیال یہ تھا کہ ایک دن میں یہ ویزے مل جائیں گے۔ چنانچہ ۸ر دسمبر کو ایرانی سفارت خانہ میں پاسپورٹ داخل کئے۔ تھرڈ سیکرٹری مسٹر طباطبائی کا پہلا سوال یہ تھا کہ آپ سنی ہیں یا شیعہ ہیں۔ جواب میں سنی کا لفظ سن کر سیکرٹری صاحب نے کہا کہ ۱۳ر دسمبر کو پتہ کرنا۔ اب اندازہ ہوا کہ شیعہ سنی کی تفریق سفارت خانوں میں بھی موجود ہے۔ نیز اگر ایرانی ویزا ۱۳ کو ملے تو افغانستان، عراق، اور کویت کے ویزوں میں دو ایک دن لگنے ممکن ہیں۔ اس بنا پر حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب واپس خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے۔ اور طے یہ پایا کہ جب سب ویزے لگ جائیں گے تو پھر ٹیلیفون کے ذریعہ خانقاہ سراجیہ اطلاع دی جائے گی، اور حضرت اقدس کندیاں سے سیدھے پشاور تشریف لے جائیں گے۔

۱۳ر دسمبر کی صبح گیارہ بجے ایرانی ویزے لگ کر پاسپورٹ ملے اور فوراً کویتی سفارت خانہ کو پاسپورٹ ویزوں کے لئے دیئے۔ ایک بجے کویتی سفارت خانہ نے چار پاسپورٹوں پر ویزے لگا دیئے اور ۱۰ پاسپورٹ واپس کر دیئے کہ ان میں کویت کا اندراج ہی نہ تھا۔ چنانچہ اسی وقت دفتر پاسپورٹ میں جا کر میاں خان محمد صاحب سرگانہ اور میاں ظفر احمد صاحب سرگانہ کے پاسپورٹوں میں کویت کا اندراج کیا گیا۔ جناب چودھری عبدالرشید صاحب پاسپورٹ افسر راولپنڈی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے منٹوں میں کویت کے اندراج کے سارے مراحل طے کرا دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

۱۴ر کی صبح کو افغانستان کے ویزا آفس نے ایک گھنٹے میں سات پاسپورٹوں پر ویزے لگا دیئے۔ اسی طرح عراق اور کویت نے بھی ویزے اسی دن دے دیئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں بذریعہ فون اطلاع عرض کی گئی، کہ ویزے مکمل ہوگئے ہیں۔

حضرت صاحب قبلہ جمعہ ۱۵ر دسمبر کی شام کو پشاور تشریف لے آئے۔ رات خانقاہ شریف کے پرانے خادم بابو میر احمد صاحب محلہ شفاخانہ اندرون سرکی دروازہ پشاور کے مکان پر قیام ہوا۔ ۱۶ر کی صبح کو کابل روانگی تھی۔ مختلف ضروریات اور ملاقاتوں سے فارغ ہو کر تقریباً دس بجے تورخم کے لئے پشاور سے روانگی ہوئی۔ درہ خیبر میں ایک شنواری ملک صاحب کے مکان پر قدرے توقف کرنا تھا مگر ملک صاحب کے شدید اور بے لوث اصرار پر زیادہ وقت وہاں صرف ہو گیا۔ اس وجہ سے تقریباً ۲ بجے تورخم پر پہنچنا ہوا۔

ظہر کی نماز اور کھانے سے فراغت ہوتے ہوتے تین بج گئے۔ اب روانگی کے وقت معلوم ہوا کہ موٹر کا ایک ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔ اسے بدلنے میں کافی وقت لگنا تھا۔ چنانچہ فقیر کے مشورہ پر طے ہوا کہ رات بجائے کابل کے جلال آباد بسر کی جائے۔ کیونکہ ٹائر کمزور تھے اور پروگرام کے مطابق ان کو کابل میں بدلنا تھا۔ اس بنا پر راقم الحروف حضرت سے پہلے روانہ ہو گیا تاکہ جلال آباد میں رہائش کا بندوبست کیا جا سکے۔ چنانچہ راقم الحروف عصر کے وقت جلال آباد پہنچ گیا اور ایک ہوٹل میں جس کا نام مینگل ہوٹل تھا، دو کمرے مخصوص کروائے۔ مغرب سے قبل قبلہ حضرت صاحب مدظلہ بھی رفقاء سمیت جلال آباد پہنچ گئے۔

ٹریفک کا لطیفہ

افغانستان اور تمام اسلامی ممالک اور بہت سے دوسرے ممالک میں ٹریفک دائیں ہاتھ چلتی ہے۔ تورخم سے آگے ہوتے ہی افغان حکومت کی طرف سے انگریزی، فارسی پشتو اردو میں جگہ جگہ بورڈ آویزاں ہیں کہ "دائیں ہاتھ چلو"۔ جب کار جلال آباد پہنچی تو چوراہے میں چبوترے پر ٹریفک کا سپاہی کھڑا تھا۔ اب ہوٹل کا راستہ سڑک کے بائیں طرف سے گھوم کر آتا تھا۔ میاں خان محمد صاحب سرگانہ نے جو اس وقت موٹر چلا رہے تھے بائیں طرف کا اشارہ چلایا تو ٹریفک کے سپاہی نے دائیں طرف سے گھوم کر مڑنے کا اشارہ کیا۔ مگر پاکستان کی عادت کے مطابق میاں خان محمد صاحب نے کار بائیں ہاتھ گھما کر ہوٹل کے سامنے لا کر کھڑی کر دی۔ سپاہی کے اشارے کو نظرانداز کر دیا۔ بعد میں وہی سپاہی فقیر کو ملا تو فارسی میں کہنے لگا: آپ ہمارے مہمان ہیں، میں نے تو اس غلطی کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مگر آئندہ خیال رکھیں ورنہ کہیں حادثہ ہو جانا ناممکن نہیں۔

"آقا ایں پاکستان نیست"

مینگل ہوٹل شہر سے باہر ایک طرف واقع ہے جانب شمال تو شہر ہے۔ مگر جنوب کی طرف ابھی تک زیادہ آباد نہیں ہوسکی۔ کار کی چھت پر بستر، بیگ وغیرہ کھلے رکھے تھے۔ راقم نے ہوٹل والے سے مشورہ کیا کہ اگر چوری کا خطرہ ہو تو ہم کھلا سامان اتار کر ہوٹل میں لے آئیں۔ تو وہ ہوٹل والا بڑی دلگی سے بولا۔ "آقا ایں پاکستان نیست حکومت خداداد افغانستان است ایں جا کسے جرأت دزدی نمے دارد"۔ جناب یہ پاکستان نہیں بلکہ مملکت خداداد افغانستان ہے۔ یہاں کوئی شخص چوری کی جرأت نہیں کر سکتا۔ راقم الحروف چونکہ پاکستانی تھا۔ اس کے اس حملہ پر شرمندگی کی ہنسی کے بغیر کوئی جواب نہ بن پڑا۔ رات بڑے آرام سے بسر ہوئی۔ ہوٹل میں گرم پانی عمدہ بستر موجود تھے۔ کرایہ بھی زیادہ نہ تھا۔ تین پلنگ بستروں اور فرش کمرے کے پاکستانی چودہ روپے فی کمرہ تھے۔ علی الصبح نماز کے ساتھ ہی ناشتہ کر کے کابل کے لئے روانگی تھی۔ صبح اٹھ کر معلوم ہوا کہ دوسرا ٹائر پنکچر ہے۔ چنانچہ حسب الحکم فقیر بذریعہ ٹیکسی کار روانہ ہو کر نو بجے کابل پہنچ گیا۔ سفارت خانہ پاکستان میں اپنے ایک دوست مولوی عبدالحکیم صاحب کمرشل اسسٹنٹ کے عہدہ پر ملازم ہیں، ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے گھر جا کر حضرت اقدس کے قیام کا بندوبست کیا۔ کیونکہ ہم اچانک کابل پہنچے تھے۔ پہلے سے مولوی صاحب کو کوئی اطلاع نہ تھی۔ بارہ بجے کے لگ بھگ قبلہ حضرت صاحب بھی رونق افروز کابل ہوئے۔ اسی دن کار کے نئے ٹائر بدلے گئے۔ کچھ اور ضروریات کی بھی خرید و فروخت ہوئی۔ دوسری صبح اتوار ۱۷ر دسمبر کو ناشتہ سے فارغ ہو کر حضرت اقدس قندھار کے لئے روانہ ہو گئے۔ راقم الحروف نے بھی رفقاء سمیت ۱۹ کیلومیٹر تک جہاں سے غزنی کی سڑک دوسری سڑکوں سے جدا ہوتی ہے مشایعت کی سعادت حاصل کی اور قبلہ حضرت صاحب نے سب کے لئے لمبی دعا فرمائی۔ اور غزنی کو روانہ ہو گئے۔ اور ہم لوگ واپس آ گئے۔

افغانوں کا تعجب

امسال حکومت پاکستان نے حج پالیسی میں جو انقلابی تبدیلی کی ہے اور تقریباً اسی ہزار حاجیوں کے سفر حجاز مقدس کا بندوبست کیا ہے اس پر افغانستان کے باشندے بڑے تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ افغانستان سے پہلی بار منظم قافلوں اور رنگین کاروں کی شکل میں حجاج کرام کی بڑی تعداد افغانستان سے گذری ہے۔

جمیل ہوٹل کابل

کابل شہر کے وسط میں دریائے کابل کے کنارے پر "جمیل ہوٹل" کے نام سے ایک شاندار عمارت قائم ہے۔ یہ عمارت حاجی عبدالغفور صاحب کی ملکیت ہے اور ان کے بڑے لڑکے حاجی محمد جمیل صاحب کے نام سے اس میں جمیل ہوٹل قائم ہے۔ ہوٹل کا انتظام حاجی عبدالغفور صاحب کے دوسرے لڑکے حاجی عبدالجبار، حاجی عبدالغفار اور حاجی عبدالستار صاحبان وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اردو، فارسی پشتو روانی سے بولتے ہیں۔ عمدہ اخلاق کے مالک ہیں۔ نرخ مقابلتاً ارزاں ہیں۔ اس ہوٹل کی منجملہ دوسری خوبیوں کے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے عقبی دروازہ سے صرف تیس قدم پر مسجد کا دروازہ ہے۔ ہوٹل میں مقیم حاجیوں کو نماز کے اوقات بتا دیئے جاتے ہیں، وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر حاجی صاحبان بلا تردد مسجد میں باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں تمام پاکستانی حجاج کا انتظام حکومت کی طرف سے اسی ہوٹل میں ہوتا ہے۔

اتوار کی شام فقیر بھی یہ ہوٹل دیکھنے گیا۔ حاجی عبدالغفور صاحب

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ - ٹرومین

کے مطابق روزویلٹ کی جگہ صدر بن گئے۔

اپریل کے آخر تک جرمنی کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا۔ روسی فوجیں مشرق کی طرف سے اور ان کے ساتھ ہی امریکی فوجیں مغرب کی طرف سے جرمنی میں داخل ہوگئیں۔

مسولینی کو اٹلی کے قوم پرستوں کے ایک گروہ نے گولی مار دی۔ ہٹلر نے خودکشی کرلی۔

جرمنی کو شکست ہوگئی۔

اس وقت جاپان کا فوجی وقار عروج پر تھا اور امریکہ سمیت اتحادیوں کو جاپان کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا مرحلہ بڑا کٹھن اور صبر آزما نظر آرہا تھا۔

ایٹم بم امریکہ میں تیار کیا جاچکا تھا یا ہٹلر کے ایک رفیق گوئرنگ کے بیان کے مطابق ایٹم بم ہٹلر نے تیار کرلئے تھے۔ لیکن اپنے ساتھیوں کے اصرار کے باوجود محض اس بم کی خوفناک عام تباہی کے اندیشہ کے پیش نظر اس نے اپنے مخالفوں کے خلاف اسے استعمال نہیں کیا اور وہ ذخیرہ اب امریکہ کے ہاتھ لگ گیا تھا۔

مسٹر ٹرومین نے امریکہ کا صدر بننے کے بعد صرف دو ماہ کے اندر بغیر کسی سابقہ تنبیہ اور الٹی میٹم کے ۶ راگست کو جاپان کے ایک شہر ہیروشیما پر ایٹم بم سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔

جاپان نے اس حملہ سے ہونے والے بدترین نقصان اور تباہی کو بڑی دلیری سے برداشت کیا۔

لیکن ۹ راگست ۱۹۴۵ء کو دوسرا ایٹم بم، ناگاساکی شہر پر پھینکا گیا۔

اور بالآخر جاپان نے اس عظیم اور بے پناہ تباہی کو دیکھتے ہوئے ۱۴ راگست ۱۹۴۵ء کو غیر مشروط طور پر اتحادیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

۱۹۴۸ء میں مسٹر ٹرومین نے امریکی صدر کی حیثیت سے فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کی حمایت اور امداد کا اعلان کیا۔

اس اعلان کے بعد مئی ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست کا قیام عمل میں آگیا جس سے لاکھوں عرب بے خانماں ہوگئے

ٹرومین کے پہلے حکم سے جاپان کے لاکھوں شہری عوام ایٹم بم سے ہونے والی نہایت اذیت ناک موت کا شکار ہوئے لاکھوں ہمیشہ کے لئے اپاہج ہوگئے۔ لاکھوں معصوم بچے اور عورتیں، موت اور تکلیف کا نشانہ بنیں اور دوسری بے اندازہ تباہی علیحدہ ہوئی۔

ٹرومین کے دوسرے حکم سے فلسطین کے لاکھوں عرب باشندے بے وطن اور بے گھر ہوگئے۔ عرب دنیا کے سینہ پر اسرائیل کا خنجر پیوست ہوگیا۔ اور آج تک عرب دنیا اس اقدام کی بدولت تباہی و بربادی کا شکار ہوتی چلی آرہی ہے

ٹرومین کا تعلق امریکہ اس سیاسی پارٹی ری پبلکن سے تھا جس سے موجودہ صدر مسٹر نکسن کا بھی تعلق ہے۔

چنانچہ ویت نام میں امریکہ کی طرف سے حالیہ خوفناک بمباری کے لئے موجودہ صدر نکسن کے حکم اور جاپان کے دو شہروں

ماتحت جمعیتیں متوجہ ہوں!

جمعیۃ علماء اسلام کی جو شاخیں مرکزی دفتر سے فارم ہائے رکنیت کی کاپیاں لے گئی ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جلد از جلد پر کر کے فوری طور پر مرکزی دفتر لاہور کو روانہ کریں۔ اس کے ساتھ فیس ہائے رکنیت بھی ارسال کریں۔

(حضرت مولانا مفتی) عبدالواحد (صاحب)
ناظم مرکزیہ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
(لاہور)

نادہندہ ایجنٹ حضرات کو وارننگ

اخبار کے ذریعے اور خطوط کے ذریعے نادہندہ ایجنٹ حضرات کو بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ ترجمان اسلام کے بل فوری طور پر ادا کریں۔ لیکن انہوں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ موجودہ حالات میں نادہندہ ایجنٹ حضرات اخبار کے لئے مشکلات پیدا کررہے ہیں۔ اس لئے انہیں آخری وارننگ دی جاتی ہے کہ اگر انہوں نے دس دن کے اندر اندر اپنے بقایاجات ادا نہ کئے۔ تو ان کے نام اخبار میں بلا لحاظ شائع کردیئے جائیں گے۔ ایجنٹ حضرات کو بعد میں گلہ شکوہ نہیں ہونا چاہیئے۔ نادہندہ ایجنٹ حضرات کی وجہ سے ترجمان اسلام مالی بحران کا شکار ہوگیا ہے۔

(ادارہ)

پر آج سے ۲۴ سال پہلے متوفی سابق صدر ٹرومین کے درمیان کتنی مماثلت پائی جاتی ہے۔

سی راجگوپال آچاریہ کی وفات

انہی دنوں بھارت کے ایک پرانے اور مشہور لیڈر راجگوپال آچاریہ کی وفات کی اطلاع بھی موصول ہوئی۔

راجہ جی بھارت کے ان رہنماؤں میں سے تھے جو بااصول سیاست کے قائل اور اس پر سختی سے عامل ہوتے ہیں۔

وہ اگرچہ قدامت پرست اور رجعت پسندانہ ذہن رکھتے تھے لیکن سیاسیات میں ان کا نقطہ نظر اعتدال پسند، صلح جویانہ اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ہوتا تھا۔

کانگرس کی صفوں میں وہ تنہا آدمی تھے جنہوں نے ۱۹۴۱ء میں پاکستان کے نظریہ کی حمایت کی تھی اور دوسری عالمی جنگ میں برطانیہ کے خلاف کوئی تحریک شروع کرنے کی مخالفت کی اس بنا پر انہیں کانگرس سے علیحدہ بھی ہونا پڑا۔ تاہم ان کی مخلصانہ حیثیت اتنی مسلمہ تھی کہ بعد میں کانگریس نے اتنے شدید اختلاف کے باوجود انہیں اپنی صفوں میں واپس لے لیا۔ لیکن وہ پنڈت نہرو کی ترقی پسندانہ اور جذباتی سیاست کے ہمیشہ مخالف رہے اور بالآخر آزادی کے کچھ عرصہ کے بعد کانگرس سے بالکل الگ ہوگئے۔

بعد میں انہوں نے سوتنتر پارٹی کے نام سے ایک مخالف جماعت بنالی۔

کشمیر کے معاملہ میں ان کی رائے ہمیشہ ہندوستان کی حکمران پارٹی کے خلاف رہی۔ وہ بھارتی حکومت پر ہمیشہ زور دیتے رہے کہ پاکستان کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرے۔

۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان (جو اب بنگلہ دیش بن گیا ہے) کے بارے میں بھارتی حکومت نے جو رویہ اختیار کیا تھا راجہ جی نے اس کی بھی شدید مخالفت کی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں جمہوریت کے ماحول کو باقی رکھنے میں دو آدمیوں کا رول بہت موثر رہا ہے۔

ایک سی راجگوپال آچاریہ اور دوسرے جے پرکاش نرائن اول الذکر کا انتقال ہوگیا اور ثانی الذکر سماجی کاموں کی نذر ہوگئے۔

(کمال)

۲۷ر دسمبر ۱۹۷۲ء
جمعیۃ اکاڈیمی ۵۳ اسی، کورنگی ۲ کراچی ۳۱

ضروری اعلانات

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کی تمام جماعتیں مطلع رہیں کہ ذی الحجہ کے آخر تک فارم رکنیت کے پر کرنے کا وقت ہے۔ جہاں جہاں فارم رکنیت موجود ہوں اپنے ہاں کی تمام کاپیوں کو ختم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر خالی کاپیاں واپس کردیں

(۲) ہر ممبر کو اپنی ممبری کی مصدقہ چٹ محفوظ رکھنی چاہیئے تاکہ اگر انتخاب میں ضرورت پڑے تو کام دے سکے۔

(۳) ۱۱ ذی الحجہ تک فارم رکنیت کے پر کرنے کے لئے ایک عشرہ منایا جائے۔ جس میں جماعتیں بنا کر پورے انہماک سے اس کام کو سرانجام دیا جائے۔

(۴) اگر کسی دفتر میں فارم رکنیت خالی پڑے ہوں اور وہاں کے اوپر والے دفتر جہاں سے انہیں فارم بھی وصول ہوئے ہیں واپس کردیں۔

نوٹ:۔ کراچی چونکہ تمام سیاسی جماعتوں کے نزدیک ایک ضلع ہے۔ انتظامی صورت میں ہم بھی اسے ایک ضلع قرار دیتے ہیں۔ باقی کراچی چونکہ ایک بڑا شہر ہے اس لئے اس میں علاقائی جمعیتیں بنائی جائیں گی اور کراچی صوبہ سندھ کے دیگر اضلاع کی طرح ایک ضلع ہی ہوگا۔

عبدالواحد
ناظم کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ :۔ قاضی محمد اشرف

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے کنونشن کی خوب تشہیر کی جائے

شمس القمر
صدر پبلسٹی کمیٹی

کامیابیاں

بہاول پور

گورنمنٹ انٹر کالج بہاولپور میں جمعیۃ طلباء اسلام نے سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں حصہ لیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم کارکن عزیز الرحمٰن عابد نے اپنے مدمقابل اسلامی جمعیۃ طلبہ کے امیدوار محمد ظفر اللہ کو شکست دے کر بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح جنرل سیکرٹری رانا شوکت علی اور نائب صدر حافظ عبدالکریم منتخب ہوئے۔ ان کے علاوہ جوائنٹ سیکرٹری اور چار کلاس نمائندگان بھی کامیاب ہوئے اور اسلامی جمعیۃ طلباء کو منہ کی کھانی پڑی۔

علی پور

انٹر کالج علی پور میں جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم کارکن ریاض الرحمٰن جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور انہوں نے اسلامی جمعیۃ طلبہ اور این ایس، ایف کو زبردست شکست دی۔

جہلم

گورنمنٹ انٹر کالج جہلم میں صدارت کے لئے جمعیۃ طلباء اسلام کے رکن افتخار احمد گوہر نے پیپلز سٹوڈنٹس یونین کے چوہدری نظر حسین کو ۹۷ ووٹوں سے شکست دے کر کامیابی حاصل کی اور پیر محفوظ شاہ اسلامی جمعیۃ طلبہ اور پیپلز سٹوڈنٹس کے امیدواروں کو شکست دے کر جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

کمرشل کالج جہلم میں ایک ہونہار طالب علم منظور احمد صدر بن گئے۔ یہ بھی جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم رکن ہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن خاور جمیل اسلامیہ ہائی سکول جہلم کے صدر چن لئے گئے۔

انتخابات

حافظ آباد

صدر	عبدالحمید عاصم فورتھ ایئر
نائب صدر	ظفر اقبال فورتھ ایئر
ناظم عمومی	رانا خضر حیات تھرڈ ایئر
ناظم	محمد رشید دہم
ناظم نشر و اشاعت	ولایت خاں فورتھ ایئر
خازن	محمد اشرف بھٹی دہم

ورکنگ کمیٹی

(۱) ولایت خاں (۲) سیف اللہ سیکنڈ ایئر (۳) خالد ریاض خاں فرسٹ ایئر (۴) سید آصف علی شاہ نہم کلاس (۵) محمد منیر کلاس ہفتم

جرار پہوڑاں (سکھر)

صدر عبید اللہ - نائب صدر محمد امین - ناظم اعلیٰ شاہنواز - ناظم محمد موسیٰ - خازن گل محمد - ناظم نشریات محمد ہارون۔

مجلس شوریٰ

(۱) عبدالمالک (۲) نذیر احمد (۳) عبدالفتاح (۴) رحیم بخش اور عہدیداران

ٹھل (جیکب آباد)

صدر عبدالغفور - نائب صدر گلاب الدین

نشانِ راہ

طالب علم، علم حاصل کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ طالب علم کی نشانی یہ ہے کہ اس کا ذہن علم کی روشنی سے منور ہو۔ وہ علم کی راہوں پر چل رہا ہو اور اسے علم حاصل ہو رہا ہو۔ معلوم ہوا کہ علم ایک ایسا آئینہ ہے۔ جس میں جوہر ابھرتے ہیں اور صداقتیں اترتی ہیں۔ گویا طالب علم وہ ہے۔ جو کسی بات کی تہہ اور حقیقت تک پہنچنا چاہتا ہے۔

(شمس القمر قاسمی)

ناظم اعلیٰ منیر احمد - ناظم منظور احمد - خازن عبدالنبی نوباری - ناظم نشر و اشاعت برکت علی شاہ

یزمان منڈی

صدر حافظ محمد خالد - نائب صدر عبدالجبار - ناظم اعلیٰ قاری اصغر علی - ناظم محمد افضل خاں - ناظم دوم خالد بشیر، ناظم نشر و اشاعت عبدالمجید - ناظم دفتر غلام دستگیر - خازن پرویز اختر

خضدار

صدر	عطاء اللہ فرسٹ ایئر ڈگری کالج خضدار	
نائب صدر اول	محمد ابراہیم	،، ،، ،، ،، ،،
،، دوم	محمد عالم	،، ،، ،، ،، ،،
جنرل سیکرٹری	نور احمد	،، ،، ،، ،، ،،
سیکرٹری	منیر احمد	،، ،، ،، ،، ،،
ناظم نشر و اشاعت	عبدالمجید	،، ،، ،، ،، ،،
خازن	محمد عالم	،، ،، ،، ،، ،،

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کا عظیم الشان کنونشن

تاریخ — ۳۰، ۳۱ مارچ اور یکم اپریل ۱۹۷۳ء

مقام انعقاد — لاہور

(۱) صوبہ بھر سے ایک ہزار طلباء شرکت کریں گے

(۲) ملک مایہ ناز علماء کرام زعمائے ملت، وکلاء، سفیر طالب علم رہنما اور اہل علم شریک ہوں گے۔

کولو تارڑ (حافظ آباد)

صدر حافظ ظہیر احمد - نائب صدر رانا ارشاد اللہ سیکنڈ ایئر - ناظم عمومی ظفر اللہ فرسٹ ایئر - خازن نصر اللہ

چک $\frac{128}{\text{ایل ۱۵}}$ میاں چنوں

صدر محمد حنیف زاہد - نائب صدر محمد جمیل - ناظم اعلیٰ عبدالمجید - ناظم نشر و اشاعت عبدالوحید - خازن عبدالخالق

عبدالمتین چوہدری کے دورے کی تفصیل

یکم جنوری تا ۱۰ / جنوری

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ عبدالمتین چوہدری نے صوبہ پنجاب کے کنونشن کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں لاہور اور راولپنڈی ڈویژن کا تفصیلی دورہ کیا۔ جن جن مقامات کا دورہ کیا۔ ان کے نام یہ ہیں

(۱) قلعہ دیدار سنگھ (۲) حافظ آباد (۳) علی پور چٹھہ (۴) کولو تارڑ (۵) کاموں کے (۶) ایمن آباد (۷) گوجرانوالہ (۸) ڈسکہ (۹) پسرور (۱۰) وزیر آباد (۱۱) جہلم (۱۲) چکوال (۱۳) گوجر خاں (۱۴) راولپنڈی (۱۵) ٹیکسلا (۱۶) کیمبل پور (۱۷) حضرو، (۱۸) لاہور۔

اس تفصیلی دورے میں عبدالمتین چوہدری نے طلبہ سے خطاب بھی کیا۔

خطابات کے اقتباس درج ذیل ہیں :۔

(۱) کوئی بھی تنظیم اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی جس میں نظم و ضبط، یقین محکم، لائحہ عمل محبت اور اخوت اور باہمی مشاورت کا جذبہ کارفرما نہ ہو

(۲) ہمیں دین سے برگشتگی کے رجحانات پیدا کرنے والے گندے اور پلید عناصر کی سرکوبی کے لئے علماء حق کی رہنمائی میں اپنی زندگیاں بسر کرنی چاہئیں۔

(۳) انہوں نے کہا۔ جب تک ہم منظم جدوجہد جاری نہیں رکھیں گے تو ہم ۹۰ فیصد ہونے کے باوجود ۱۰ فیصد اقلیت کے ہاتھوں ذلت و رسوائی کے دن گذارتے رہیں گے

(۴) انہوں نے کہا کہ اسلام کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے عظیم الشان کنونشن کو کامیاب بنانا ہر طالب کا فرض ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔

بقیہ سفر کابل

سے ملاقات ہوئی۔ اس دن قافلہ روانہ ہوچکا تھا۔ مگر شام کو ۷ بجے لاہور، سیالکوٹ، لائلپور، سرگودھا وغیرہ کے حاجیوں کی ہوٹل کے باہر کھڑی تھیں۔ حاجی عبدالغفور صاحب دیر تک حکومت پاکستان کی امسال کی فراخدلانہ پالیسی پر تعجب کا اظہار کرتے رہے۔ راقم نے ان کو بتایا کہ بھٹو صاحب کی کابینہ میں وزارت حج کے وزیر ایک عالم دین مولانا کوثر نیازی صاحب ہیں اور علم دین کی نسبت سے مولانا نے ذاتی دلچسپی بھی لی ہے اور حکومت سے امسال دو سو ملین (دو کروڑ) روپے کا زرمبادلہ مخصوص کرایا ہے۔ یہ روپیہ افغانی سکہ کے حساب سے ایک ارب ۴۰ کروڑ افغانی روپیہ بنتا ہے۔ ان اعداد مار کی وضاحت سے ان لوگوں کو اور بھی تعجب اور حیرت آئی۔ ان لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ جو ملک ابھی ابھی خون کی ندیوں سے تیر کر کنارے لگا ہے جس کی معیشت تقریباً تباہ ہو چکی ہے۔ آدھا ملک الگ بھی ہو چکا ہے جس کی وجہ سے زرمبادلہ کا بڑا ذریعہ پٹ سن اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ ان حالات میں بھی یہ ملک حج جیسے بڑے آمدن کام پر ۲۰ کروڑ روپے خرچ کر ڈالتا ہے۔ حالانکہ جب ملک متحد تھا، اس وقت کل ۲، ۳ کروڑ رو۔ بے حج کے لئے مختص کئے جاتے تھے۔ کسی شاعر نے کتنا سچ کہا ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مظہر خاں

خشکی کے راستے جانے والے قافلوں کی خدمت اور نگہداشت کی سعادت کا قرعہ امسال سفارت خانہ پاکستان کے ایک نوجوان کارکن آغا مظہر خاں کے نام نکلا۔ موصوف بنوں شہر کے باشندے نوجوان ہیں۔ بڑی ہمدردی، محبت اور محنت سے حجاج کی خدمت اپنی سعادت سمجھ کر کرتے ہیں جس دن ہم پہنچے تھے۔ اس دن قافلہ رات کو گیارہ بجے پہنچا۔ مگر یہ مرد خدا گیارہ بجے رات تک کابل کے برفبار موسم میں شہر سے دس میل باہر قافلہ کی راہ تک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایسے باہمت مخلص نوجوان نصیب فرمائے آمین۔

حضرت کے رفقاء

حضرت کے ساتھ رفقاء یہ ہیں:۔

(۱) صاحبزادہ حافظ محمد زاہد صاحب خانقاہ سراجیہ میانوالی (۲) میاں خان محمد صاحب سرگانہ سکنہ باگڑ ضلع ملتان (۳) میاں ظفر احمد صاحب سرگانہ سکنہ باگڑ ضلع ملتان (۴) سردار فضل محمود خان صاحب سابق ایس پی ملتان (۵) حاجی غلام حسین صاحب ڈرائیور کار ساکن رحیم یار خان۔ ان میں ۱، ۲، ۴، ۵ اچھے ڈرائیور ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو مع رفقاء سفر سے بخیریت واپس لائے اور تمام مسلمانوں کی ظاہری باطنی مشکلات دور فرمائے۔ آمین!

(بقیہ صؔ ۳) (۶) مذہب اخلاق کے لحاظ سے وہ قابل تقلید نمونہ ہوں۔

لیکن ان چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے کوئی خود ساختہ فکر اور پروگرام نہیں دینا چاہتی ہے بلکہ اس اسلام کی طرف بلاتی ہے جسے اللہ کے رسولؐ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام سے لیکر سلف صالحین نے ہم تک پہنچایا۔

کسی کے ارکان کچھ اور ہیں اور کسی کے کچھ اور، لیکن طواف میں سب شریک ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بھی ایک مرتبہ بیت اللہ کی طرف سے لوگوں کے بے توجہی ہوگئی تھی اور اس مقدس مقام کو لوگ بالکل فراموش کر گئے لیکن جب خدا کے خلیلؑ اپنی بی بی اور صاحبزادے کو ہجرت کرا کر لائے ہیں تو آپ نے ان کے لئے اس مقام کو منتخب فرمایا اس وقت یہاں نہ گھاس تھی، اور نہ دانہ پانی کا کوئی آسرا لیکن "بیت الحرام" کے پاس لاکر چھوڑنے سے آپ کا مقصد یہی تھا کہ یہاں اسمٰعیلؑ کی اولاد جب ہوگی تو یہ مقام آباد ہو جائے گا، اور خدا کے گھر کی طرف لوگوں کی توجہ ہو جائے گی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنائیت سے اس وادی غیر ذی ذرع کو بہت جلد اس قابل کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آکر خوش ہوئے اور آپ نے اپنے صاحبزادے کی معیت میں اس بیت الحرام کی عمارت پختہ کرائی، خدا کے دونوں سچے پیغمبروں نے جس ہمت و عزم صادق سے اس مکان مقدس کی تعمیر فرمائی، اس کا آج بھی ظہور ہماری نظر کے روبرو ہے۔ آپ کے لئے ایک پتھر بطور باڑھ کے آسمان سے آتارا گیا جس میں تاثیر یہ تھی کہ جب گارا وغیرہ لینے کی ضرورت ہوتی تو وہ از خود جھک جاتا۔ اور جب گارا لے چکتے تو از خود وہ پتھر مقام مقصود تک پہنچ جاتا، اس پتھر کو خدا نے اب تک محفوظ رکھا ہے، مقام ابراہیمؑ اسی دور کی یادگار ہے۔ حجر اسود جس کو کہا جاتا ہے، وہ ایک جنتی پتھر ہے اور بناء کعبہ کی تاریخ اس کے بھی نزول کی تاریخ ہے۔ اس کا ابتدائی رنگ سفید تھا۔ اس پتھر میں جذب اعمال فاسدہ کی قوت ہے اسی وجہ سے اب اس رنگ میں سیاہی کا بہت کافی غلبہ ہوگیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد پھر خدا کا ہر آنے والا قاصد اس گھر کی عزت کرتا چلا آیا ہے مگر زمانۂ جاہلیت ابرہہ نے پھر کچھ بغاوت کا علم بلند کیا، اور چاہا کہ کعبہ کو ڈھا یا دیا جائے۔ مگر خدا نے اپنی ایک حقیر مخلوق سے اس کی عظیم الشان فوج لپسپا کر کے اپنے گھر کی عزت و رفعت کو آنے والے پیغمبر کی کرامت کے لئے مرجع حقائق بنا رہنے دیا۔

غرضیکہ یہی وہ گھر ہے جس پر تمام خدا کے بندوں کی جبین ہائے ہیں ذہین و طباع ہستیوں کے خلاف ہوں الانسان دنیا کو مصیبت اور دکھ کا گھر سمجھتے ہیں اور جبین نیاز جھکاتے ہیں اسی کو خدا نے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا کے مقدس الفاظ سے یاد فرمایا، اور ہے بھی اصلیت یہی کہ یہ گھر دنیا میں سب سے پہلے تعمیر ہوا اور انسانوں کے لئے برکت و ہدایت کا ملجا و ماویٰ بنا۔

اسی گھر کو خدا کے خلیلؑ و حبیبؐ پروانہ وار طواف کیا کئے، یہی گھر ابوبکرؓ و عمرؓ کی سجدہ گاہ بنا اسی گھر کی عثمانؓ و علیؓ نے اپنے جبینوں سے حفاظت کی، اسی گھر کا اب مسلمان احترام کرتے اور حج کرنا بحکم خدا ضروری سمجھتے ہیں۔

عبدالمومن فاروقی

روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بیت اللہ کے بعد عشق و محبت کا دوسرا مرکز کشش

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ آنجا

بیت اللہ اگر اس حیثیت سے محترم و مقدس ہے کہ وہاں خدا کے نور کی جلوہ پاشیاں ہوتی ہیں تو مدینہ کو بھی یہ حیثیت و شرف حاصل کہ یہاں بھی حبیب خدا کے انوار و برکات کا زبردست ہجوم رہتا ہے بیت اللہ اگر اس بناء پر عزیز و رفیع ہے کہ وہاں خدا کے خلیل حضرت ابراہیمؑ کے پیروں کے نشان محفوظ ہیں، تو واضح رہے مدینہ میں بھی خدا کے حبیب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر جلوہ فرما ہے!

اگر بیت اللہ کا اس وجہ سے احترام کیا جاتا ہے کہ اس کو خدا پیغمبروں اور چند برگزیدہ بندوں نے مل کر اپنے ہاتھوں تعمیر فرمایا ہے، تو مدینہ منورہ کی مسجد شریف کی بھی سنگ بنیاد کون و مکاں حضرت اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں نیو سے لے کر میناروں کی بلندی تک تعمیر کا سلسلہ دراز کیا ہے۔ اگر بیت اللہ کی اس لئے تعظیم و تکریم ہوتی ہے کہ خدا نے اس گھر کو اپنا گھر قرار دیا ہے تو مدینہ کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کو بھی ہمارے سرکار نے بیت الحرام فرمایا ہے۔

اگر بیت اللہ کی لوگ اس بنا پر عزت و منزلت کرتے ہیں کہ خدا اس کو نجاسات و کثافتوں سے پاک کیا ہے تو مدینہ کو بھی وہی عزت و منزلت حاصل ہے اس کو بھی خدا کے رسول نے کفر و شرک کی غلاظتوں اور نجاستوں سے پاک کر کے خدا کا توحید علم بلند کیا ہے۔

اگر بیت اللہ کو اس لئے افضل کہا جاتا ہے کہ اس میں خدائی تجلیات ہر وقت ظہور پذیر رہتی اور فرشتے اس کے ارد گرد ہر وقت طواف کرنے پر مامور ہیں تو مدینہ کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں کی خاک میں خدا کے رسول کے وجود کی برکت سے وہ خوشبو پیدا ہوگئی ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور اس کے نام پر مر مٹنے والے وہاں بھی ہر وقت ہجوم کے لئے شمع نبوت کی آرام گاہ پہ حاضری دیتے ہیں!

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا
فما المسک والکافور والمندل الرطب

بس دونوں میں اگر کچھ فرق بیان کیا جاسکتا ہے تو وہ یہی کہ وہ خدا کا گھر ہے اور یہ رسول کا گھر ہے۔ رسول اور خدا میں جو فرق ہے وہی فرق ان کے گھروں میں بھی ہے۔

چنانچہ علمائے امت میں یہ اختلاف ہوا ہے کہ بیت اللہ میں جو امور ممنوع ہیں وہ مسجد نبوی میں بھی ممنوع ہیں یا نہیں؟ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح حرم میں جدال و قتال اور درخت کا کاٹنا، شکار کرنا ممنوع ہے اور اس کے ارتکاب کے جزا و سزا لازم ہوتی ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے حرم بھی ان امور کے ارتکاب کی ممانعت ہے۔

(باقی پھر)

بیت اللہ شریف

(از ——— زاہدی بی اے)

اولیں خانۂ حق کعبۂ اہل یقیں
مرکز ایمان و ایقاں چشمۂ انوار حق
ابرہہ کا خیل باطل ہوگیا پل میں فنا
غلغلہ قدوسیوں میں تیری عظمت کا بلند
جلوہ گاہِ ناز ہے پروردگار حسن کی
چپہ چپہ دہر کا کیا معطر ہوگیا
تیرے ہر ذرہ میں رقصاں تجلیاں ہیں سوز کی
ماہ یثرب کی ضیا سے ہو چکا ہے
وہ جس کی شان ہے خیر البشر محبوب حق
جس کا دامن تھام لینا ضامن فوز و نجاح

خاتم اسلام میں رخشاں ہے تو مثل نگیں
رشک نور صبح جنت ہے ترا نور جبیں
حق پرستوں کیلئے تو بن گیا حصن حصیں
عرش اعظم سقف تیری در ترا خلد بریں
حسن تیرا کیوں نہ ہو رشک جمال حور عیں
واہ کیا رکھتی ہے خوشبو تیری زلف عنبریں
نور کی چادر سراسر تیرا فرش مرمریں
بڑھ کے چرخ چارمیں سے کیوں نہ ہو تیری زمیں
پیشوائے مرسلیں و رحمۃ للعالمیں
مظہر حق، ساقی کوثر، شفیع المذنبیں

صفحۂ ہستی کی آرائش مکمل ہوگئی
کلک قدرت نے بنایا جب یہ نقش دلنشیں

کسی کے ارکان کچھ اور ہیں اور کسی کے کچھ اور، لیکن طواف میں سب شریک ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بھی ایک مرتبہ بیت اللہ کی طرف سے لوگوں کی بے توجہی ہو گئی تھی اور اس مقدس مقام کو لوگ بالکل فراموش کر گئے لیکن جب خدا کے خلیلؑ اپنی بی بی اور صاحبزادے کو ہجرت کرا کر لائے ہیں تو آپ نے ان کے لئے اس مقام کو منتخب فرمایا اس وقت یہاں نہ گھاس تھی، اور نہ دانہ پانی کا کوئی آسرا لیکن "بیت الحرام" کے پاس لا کر چھوڑنے سے آپ کا مقصد یہی تھا کہ یہاں اسمٰعیلؑ کی اولاد جب ہو گی تو یہ مقام آباد ہو جائے گا، اور خدا کے گھر کی طرف لوگوں کی توجہ ہو جائے گی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ابتداء سے اس وادی غیر ذی ذرع کو بہت جلد اس قابل کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آ کر خوش ہوئے اور آپ نے اپنے صاحبزادے کی معیت میں اس بیت الحرام کی عمارت پختہ کرائی، خدا کے دونوں سچے پیغمبروں نے جس ہمت و عزم صادق سے اس مکان مقدس کی تعمیر فرمائی، اس کا آج بھی ظہور ہماری نظر کے روبرو ہے۔ آپ کے لئے ایک پتھر بطور باڑھ کے آسمان سے اتارا گیا جس میں تاثیر یہ تھی کہ جب گارا وغیرہ لینے کی ضرورت ہوتی تو وہ از خود جھک جاتا۔ اور جب گارا لے چکتے تو از خود وہ پتھر مقام مقصود تک پہنچ جاتا، اس پتھر کو خدا نے اب تک محفوظ رکھا ہے، مقام ابراہیمؑ اسی دور کی یادگار ہے۔ حجر اسود جس کو کہا جاتا ہے، وہ ایک جنتی پتھر ہے اور بنائے کعبہ کی تاریخ اس کے بھی نزول کی تاریخ ہے۔ اس کا ابتدائی رنگ سفید تھا۔ اس پتھر میں جذب اعمال فاسدہ کی قوت ہے اسی وجہ سے اب اس رنگ میں سیاہی کا بہت کافی غلبہ ہو گیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد پھر خدا کا ہر آنے والا قاصد اس گھر کی عزت کرتا چلا آیا ہے مگر زمانۂ جاہلیت ابرہہ نے پھر کچھ بغاوت کا علم بلند کیا، اور چاہا کہ کعبہ کو ڈھا یا دیا جائے۔ مگر خدا نے اپنی ایک حقیر مخلوق سے اس کی عظیم الشان فوج پسپا کر کے اپنے گھر کی عزت و رفعت کو آنے والے پیغمبر کی کرامت کے لئے مرجع حقائق بنا رہنے دیا۔

غرضیکہ یہی وہ گھر ہے جس پر تمام خدا کے بندوں کی جبین ہائے ہیں ذہین و طباع ہستیوں کے خلاف ہوں انسان دنیا کو مصیبت اور دکھ کا گھر سمجھتے ہیں اور

جبین نیاز جھکاتے ہیں اسی کو خدا نے **ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا** کے مقدس الفاظ سے یاد فرمایا، اور ہے بھی اصلیت یہی کہ یہ گھر دنیا میں سب سے پہلے تعمیر ہوا اور انسانوں کے لئے برکت و ہدایت کا ملجا و ماویٰ بنا۔

اسی گھر کو خدا کے خلیلؑ و حبیب پروانہ وار طواف کیا کئے، یہی گھر ابوبکرؓ و عمرؓ کی سجدہ گاہ بنا اسی گھر کی عثمانؓ و علیؓ نے اپنے جیبوں سے حفاظت کی، اسی گھر کا اب مسلمان احترام کرتے اور حج کرنا بحکم خدا ضروری سمجھتے ہیں۔

عبدالمومن فاروقی

روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بیت اللہ کے بعد عشق و محبت کا دوسرا مرکز کشش

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

بیت اللہ اگر اس حیثیت سے محترم و مقدس ہے کہ وہاں خدا کے نور کی جلوہ پاشیاں ہوتی ہیں تو مدینہ کو بھی یہ حیثیت و شرف حاصل کہ یہاں بھی حبیب خدا کے انوار و برکات کا زبردست ہجوم رہتا ہے۔ بیت اللہ اگر اس بنا پر معزز و رفیع ہے کہ وہاں خدا کے خلیل حضرت ابراہیمؑ کے پیروں کے نشان محفوظ ہیں، تو واضح رہے مدینہ میں بھی خدا کے حبیب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر جلوہ فرما ہے!

اگر بیت اللہ کا اس وجہ سے احترام کیا جاتا ہے کہ اس کو خدا پیغمبروں اور چند برگزیدہ بندوں نے مل کر اپنے ہاتھوں تعمیر فرمایا ہے، تو مدینہ منورہ کی مسجد شریف کی بھی سنگ بنیاد کون و مکاں حضرت اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں نیو سے لے کر میناروں کی بلندی تک تعمیر کا سلسلہ دراز کیا ہے۔ اگر بیت اللہ کی اس لئے تعظیم و تکریم ہوتی ہے کہ خدا نے اس گھر کو اپنا گھر قرار دیا ہے تو مدینہ کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کو بھی ہمارے سرکار نے بیت الحرام فرمایا ہے۔

اگر بیت اللہ کی لوگ اس بنا پر عزت و منزلت کرتے ہیں کہ خدا اس کو نجاسات و کثافتوں سے پاک کیا ہے تو مدینہ کو بھی وہی عزت و منزلت حاصل ہے اس کو بھی خدا کے رسول نے کفر و شرک کی غلاظتوں اور نجاستوں سے پاک کر کے خدا کا توحید علم بلند کیا ہے۔

اگر بیت اللہ کو اس لئے افضل کہا جاتا ہے کہ اس میں خدائی تجلیات ہر وقت ظہور پذیر رہتی اور فرشتے اس کے ارد گرد ہر وقت طواف کرنے پر مامور ہیں تو مدینہ کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں کی خاک میں خدا کے رسول کے وجود کی برکت سے وہ خوشبو پیدا ہو گئی ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور اس کے نام پر مر مٹنے والے وہاں بھی ہر وقت ہجوم کے لئے شمع نبوت کی آرام گاہ پر حاضری دیتے ہیں!

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا
فما المسک والکافور والمندل الرطب

بس دونوں میں اگر کچھ فرق بیان کیا جا سکتا ہے تو وہ یہی کہ وہ خدا کا گھر ہے اور یہ رسول کا گھر ہے۔ رسول اور خدا میں جو فرق ہے وہی فرق ان کے گھروں میں بھی ہے۔

چنانچہ علمائے امت میں یہ اختلاف ہوا ہے کہ بیت اللہ میں جو امور ممنوع ہیں وہ مسجد نبوی میں بھی ممنوع ہیں یا نہیں؟ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح حرم میں جدال و قتال اور درخت کا کاٹنا، شکار کرنا ممنوع ہے اور اس کے ارتکاب کے جزا و سزا لازم ہوتی ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے حرم میں بھی ان امور کے ارتکاب کی ممانعت ہے۔

(باقی پھر)

بیت اللہ شریف

(از ـــــــــ زاہدی بی اے)

اولیں خانۂ حق کعبۂ اہل یقیں
مرکز ایمان و ایقاں چشمۂ انوار حق
ابرہہ کا کھیل باطل ہو گیا پل میں فنا
غلغلہ قدوسیوں میں تیری عظمت کا بلند
جلوہ گاہ ناز ہے پروردگار حسن کی
چپہ چپہ دہر کا کیا معطر ہو گیا
تیرے ہر ذرہ میں رقصاں بجلیاں ہیں سوز کی
ماہ یثرب کی ضیا سے ہو چکا ہے
وہ جس کی شان ہے خیر البشر محبوب حق
جس کا دامن تھام لینا ضامن فوز و نجاح

خاتم اسلام میں رخشاں ہے تو مثل نگیں
رشک نور صبح جنت ہے ترا نور جبیں
حق پرستوں کیلئے تو بن گیا حصن حصیں
عرش اعظم سقف تیری در ترا خلد بریں
حسن تیرا کیوں نہ ہو رشک جمال حور عیں
واہ کیا رکھتی ہے خوشبو تیری زلف عنبریں
نور کی چادر سراسر تیرا فرش مرمریں
بڑھ کے چرخ چارمیں سے کیوں نہ ہو تیری زمیں
پیشوائے مرسلیں و رحمۃ للعالمیں
مظہر حق، ساقی کوثر، شفیع المذنبیں

صفحۂ ہستی کی آرائش مکمل ہو گئی
کلک قدرت نے بنایا جب یہ نقش اولیں